"Precise words"

(Rare specimen of Prophet's speech)

Abstract:

Allah Almighty blessed all His Prophets with different miracles because the idea of prophethood is impossible without miracles.Out of these miracles, the most distinguished miracle is the eloquence of the Prophet (P.B.U.H).Due to which Prophet (P.B,U.H) Used to convey his speech/conversation in Precise words.Such type of speech/conversation called in Arabic :"Jawam-ul- kalim".

This article covers the following aspects:

(1) Literal meaning of Precise words.
(2) Sailiant charactristics of Precise words.
(3) Bird's eye view of Theologions work in Precise words.
(4) Different narations of Precise words in Books of Ahadith.
(5) Opinions of famous Theologions obout Precise words.
(6) Important kinds of Precise words.

Regarding the subject under discussion ,almost all the scholars and researchers agree that Allah Almighty Himself educated the Prophet (P.B.U.H) and the Prophet being aware of all accents of Arabic language of different tribes used all their diction while conversing with them. The Prophet (P.B.U.H) used to surprise the well known and vetran linguistics Sahaba of arabic language and litrature on the account of this quality.

Arab theologions have gathered all Precise words of the Prophet (P.B.U.H) diligently, and almost all the eloquents have paid a tribute to the Prophet' rhetoric.
In this article,the writer has tried his best to get to utilise from their opinions. In the light of opinions of these scholars and researchers,we get two types of Precise words:

1- First type of Precise words is the diction spoken by the Prophet (P.B.U.H) which can not be replaced with other words.Such words have acquirred the place of proverbs in arabic language and liturature.
   Arab writers have used Precise words in their writings frequently.
2- Second type of Precise words are the cincise compact and precise words and sentenses spoken by the Prophet (P.B.U.H) but convey the requred essence in a better way. Majority of the Prophet' speech/ conversation belongs to second type and refferances and examples are mentioned from different books of ahadith.

''جوامع الکلم''
آنحضور ﷺ کا نادر نمونہ کلام

محمد اقبال☆

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور رسلین عظام کو مختلف قسم کے معجزات سے نوازا، اس لئے کہ معجزہ کے بغیر نبوت و رسالت کا تصور قائم ہی نہیں ہوتا، مثلاً سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ''فن آہن گری'' میں ماہر تھے، اور لوہا ان کے ہاتھوں میں موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا، جس سے وہ زرہیں اور دیگر چیزیں بہت عمدہ تیار کر لیتے تھے، جناب عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام ''فن طب'' کے حوالے سے مہارت رکھتے تھے، وہ کوڑھیوں اور مادرزاد اندھوں کو شفا دے دیا کرتے تھے، یہاں تک مردوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے زندہ کر دیا کرتے تھے، جب کہ آنحضور ﷺ جس قوم میں مبعوث ہوئے، اسے فصاحت و فلاغت پر عبور تھا، ان کی نظر میں شاعر و ادیب کا مقام سب سے بلند تھا، یہاں تک کہ وہ قبیلہ بھی معزز ہو جاتا، جس میں شاعر پیدا ہوتا، اس لئے آپ ﷺ کو، جو سب سے بڑا معجزہ دیا گیا، وہ فصاحت و بلاغت سے متعلق تھا، آنحضور ﷺ نے اپنے اس مشہور معجزے کا ذکر ایک حدیث میں یوں کیا ہے، جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں: ''فضّلت على الأنبياء بستّ، أعطيت جوامع الكلم''. (۱) یعنی مجھے باقی انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعے فضیلت دی گئی، جن میں سے مجھے ''جوامع الکلم'' سے نوازا گیا. اس حدیث کی تشریح میں محدثین کرام نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فصاحت و بلاغت کے انتہائی بلند مقام پر فائز فرمایا تھا، جس کی وجہ سے آپ ﷺ مختصر الفاظ و عبارات میں دقیق اور پیچیدہ معانی و مفاہیم کو بآسانی ادا فرما دیتے تھے، ہر دور میں علماء و ادباء نے آپ ﷺ کے ''جوامع الکلم'' اور اسلوب بلاغت کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

زیر نظر مختصر مضمون کے آغاز میں ان کی آراء سے استفادہ کرتے ہوئے ''جوامع الکلم'' کی لغوی تشریح، ان کی بعض امتیازی خصوصیات، ان کے ساتھ علماء امت کے اہتمام، ان کے حوالے سے کتب حدیث میں آنے والی مختلف روایات کو بیان کیا جا رہا ہے، بعد ازیں ''جوامع الکلم'' کے متعلق کبار علماء کی آراء کا خلاصہ اور ''جوامع الکلم'' کی اہم اقسام کے حوالے سے چند مثالیں پیش کی جائیں گی، امید ہے کہ یہ سعی اس حوالے سے بحث و تمحیص کرنے والوں کے لئے خاطر خواہ مفید ثابت ہوگی۔

(۱) ''جوامع الکلم'' کا لغوی مفہوم:

''جوامع الکلم'' کی ترکیب دو جمع الفاظ پر مشتمل ہے، جن میں پہلا لفظ ''کلم'' ہے جو ''کلمہ'' کی جمع ہے، اور دوسرا لفظ ''جوامع'' ہے جو ''جامع'' کی جمع ہے، اور معنوی لحاظ سے اس ترکیب میں صفت (جوامع) کی موصوف (کلم) کی طرف

☆ لیکچرر عربی، گورنمنٹ ڈگری کالج کہوٹہ، راولپنڈی۔

اضافت ہے، یعنی اصل میں یہ ترکیب کچھ یوں تھی: ''الکلم الجوامع''، جس کے مفہوم کے حوالے سے تقریباً تمام کتب لغت نے اتفاق کیا ہے کہ ''جوامع الکلم'' وہ کلام ہوتا ہے، جو مختصر اور جامع ہو. چنانچہ:

(۱) صاحب کتاب ''التعریفات'' میر سید شریف علی بن محمد بن علی سید زین ابوالحسن حسینی جرجانی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (م:۸۱۶ھ) نے ''جوامع الکلم'' کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ: ''جامع الکلم'': ما یکون لفظہ قلیلا، ومعناہ جزیلا''(۲) ''جامع کلمات'' وہ ہوتے ہیں، جن میں الفاظ کم، اور معانی زیادہ ہوں. اسی طرح:

(۲) صاحب ''المنجد فی اللغة'' لویس مالوف کا کہنا ہے کہ: ''الجامع'' جمعه'' الجوامع''، و''الکلام الجامع'': ما قلّت ألفاظه و کثرت معانیه''.(۳) لفظ ''جامع'' کی جمع ''جوامع'' ہے، اور ''جامع کلام'' وہ ہوتا ہے، جس میں الفاظ کی قلت ہوتی ہے، اور معانی کی کثرت ہوتی ہے. جب کہ:

(۳) اصحاب ''المعجم الوسیط'' کی نظر میں: ''کلام جامع'': ''قلّت ألفاظه و کثرت معانیه''.(۴) ''جامع کلام'' وہ ہوتا ہے جس میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوتے ہیں. اسی طرح:

(۴) صاحب موسوعہ لغویہ حدیثہ بنام ''معجم متن اللغة'' شیخ علامہ احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ (م:۱۹۵۳ء) کا کہنا ہے کہ: ''جوامع الکلم'': ''ألفاظ یسیرة تحتها معان کثیرة، وفی الحدیث: ''أوتیت جوامع الکلم'' أی القرآن.''.(۵) ''جوامع الکلم'' وہ ہوتے ہیں جن میں الفاظ کم ہوتے ہیں، لیکن معانی زیادہ ہوتے ہیں، اور ''أوتیت جوامع الکلم'' والی حدیث سے مراد قرآن پاک ہے.

درج بالا کتب لغت کی روشنی میں یہ مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ ''جوامع الکلم'' ایسے کلام کو کہتے ہیں، جس میں الفاظ و حروف کی تعداد تو قلیل و مختصر ہوتی ہے، مگر ان میں افکار و معانی کا بحر زخار پنہاں ہوتا ہے، گویا جس کی امتیازی خوبی کوزے میں دریا بند کرنا ہے، بلاشبہ اس طرح کے کلام کا سب سے بڑا خزانہ قرآن پاک میں جمع ہے، اور ''جوامع الکلم'' کے اعلیٰ، کامل اور نادر نمونے اس خزانے میں موجود ہیں، یہاں تک کہ چیدہ چیدہ جملوں کے علاوہ قرآن پاک کی ''سور قصار'' (چھوٹی سورتیں) کو اپنے الفاظ و کلمات کے اختصار، اور مطالب و معانی کی جامعیت کے اعتبار سے ''جوامع السور'' کا نام دیا جا سکتا ہے، چنانچہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ یعنی صحیح بخاری کی ایک حدیث میں 'سورہ اخلاص' کے بارے میں آیا ہے کہ وہ ''ثلث قرآن'' یعنی ایک تہائی قرآن ہے.(۶) لیکن چوں کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اس لئے ہمارے موضوع سے خارج ہے، البتہ اس قدر کہنا بے محل نہ ہوگا کہ آنحضور ﷺ کے ارشادات میں ''جوامع الکلم'' کا جو قدسی الاصل ذخیرہ ہے، وہ دوسرے عوامل کے ساتھ دراصل قرآن پاک کے فیضان تربیت ہی کا نتیجہ ہے۔

(۲) ''جوامع الکلم'' کی بعض امتیازی خصوصیات:

آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کی بعض امتیازی خصوصیات مختصراً درج ذیل ہیں:

(أ) ''جوامع الکلم'' کی پہلی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں ایجاز و اختصار ہوتا ہے، یہ ایسی خصوصیت ہے، جس کے بغیر ''جوامع الکلم'' کا تصور ہی محال ہے، یہی وجہ ہے کہ یہ خصوصیت آنحضور ﷺ کے کلام میں انتہاء درجے کی تھی، یہاں تک کہ بعض جملے صرف دو دو کلمات پر مشتمل دکھائی دیتے ہیں،

مشہور شارح حدیث امام نورالدین بن سلطان محمد ہروی حنفی المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی (م:۱۰۱۴ھ) کا کہنا ہے کہ:''میں نے آپ ﷺ کے ''جوامع الکلم'' والی ان چالیس احادیث کو جمع کیا ہے، جو کسی بھی کلام کی ترکیب کے کم ترین درجے یعنی صرف دو الفاظ پر مشتمل ہیں، اور باوجود کم ترکیب کے ان احادیث میں مقصد کو واضح ترین انداز میں بیان کیا گیا ہے، جس طرح یہ تین احادیث ہیں: (۱)''العدة دين'' (وعدہ قرض ہے) (۲)''المستشار مؤتمن'' (مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے)، (۳ ''لا تغضب'' (غصہ نہ کرو!) (۷)

اسی وجہ سے حافظ ابوالحسن طاہر بن منصور معافری اندلسی رحمہ اللہ تعالی نے بہت خوب کہا ہے:

عمدة الدين عندنا كلمات	أربع قالهن خير البريّة
اتّق الشبهات، وازهد، ودع ما	ليس يعنيك، واعمل بنية

ہمارے ہاں مخلوق خدا میں بس سے بہتر ہستی یعنی آنحضور ﷺ کی چار ایسی باتیں ہیں، جنہیں بلاشبہ دین کا خلاصہ کہا جا سکتا ہے، (۱)''اتّق الشبهات....'' شبہات سے بچو! (۲)''ازهد...'' دنیا سے بے رخی اختیار کرو!، (۳)''دع ما ليس يعنيك...'' ایسی باتوں کو الوداع کہہ دو، جن میں تمہارا کوئی مقصد نہیں ہے، اور (۴)''اعمل بنيّة...'' خلوص نیت سے کام کیا کرو! (۸)

اسی طرح قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی رحمہ اللہ تعالی (م:۴۵۴ھ) نے اپنی کتاب ''مسند الشهاب'' (۹) میں کئی ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے جو صرف دو دو کلمات پر مشتمل ہیں، جس طرح: (۱)''الصوم جنة''، (۲) ''الندم توبة''، (۳) ''الزعيم خادم''، (۴) ''الأمانة غنى''، (۵) ''العدة عطية''، (۶)''الحرب خدعة''، (۷) ''العدة دين''، (۸) ''المستشار مؤتمن'' (۹)، وغیرہ۔

مصر کے مشہور ادیب اور مؤرخ عباس محمود العقاد رحمہ اللہ تعالی (م:۱۹۶۴ء) نے آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' میں پائے جانے والے اختصار و ایجاز کو انتہائی خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ''جوامع الكلم: الابلاغ أقوى الابلاغ فى كلام النبى هو اجتماع المعانى الكبار فى الكلمات القصار، بل اجتماع العلوم الواقعية فى بضع كلمات، وقد يبسطها الشارحون فى مجلدات، ومن أمثلته ذلک علم السلوک فى الدنيا والدين، وقد جمعه كلّه فى أقلّ من سطرين قصيرين من قوله :''احرث لدنياک كأنّک تعيش أبدا، واعمل لآخرتک كأنّک تموت غدا''، ومن أمثلته علم السياسة الذى اجتمع كل فى قوله :''كما تكونوا يولّ عليكم ''(۱۰)، أىّ قاعدة من القواعد الأصلية فى سياسة الأمم لا تنطوى بين هذه الكلمات؟..''(۱۱) آپ ﷺ کے کلام میں پائے جانے

والے''جوامع الکلم'' کی یہ خصوصیت تھی کہ ان میں خبر اپنے مضبوط ترین انداز میں پہنچائی گئی ہے، اس طرح کہ ان میں کم الفاظ میں بڑے بڑے معانی کو جمع کر دیا گیا ہے، بلکہ بعض اوقات تو چند کلمات میں کئی معاشرتی علوم و واقعات کو اکٹھا کر دیا ہے، جن کی شارحین کئی کئی جلدوں میں تشریح و توضیح بیان کرتے رہتے ہیں، اس کی ایک مثال تو دین اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کا طریقہ ہے، جسے آپ ﷺ نے مکمل طور پر اپنے اس فرمان میں جمع فرما دیا، جو دو چھوٹی سطروں سے بھی کم پر مشتمل ہے: ''اپنی دنیا کے لئے اس طرح محنت کرو، گویا اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنا ہے، جب کہ اپنی آخرت کے لئے اس طرح کام کرو، گویا تمھیں کل مرجانا ہے''. اس کی دوسری مثال علم سیاست کی ہے جسے آپ ﷺ کے اس قول میں اکٹھا کر دیا گیا ہے: ''جس طرح آپ ہوں گے، اسی طرح کے آپ کے حکمران ہوں گے''. کیا دنیا میں کسی قوم کی سیاست کا کوئی اصول ان مختصر کلمات کے برابر ہوسکتا ہے؟.

اسی طرح ان سے پہلے امام فقیہ حافظ زین الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن شہاب الدین بغدادی دمشقی المعروف ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالی (م:۷۹۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم'' کے خطبے میں کہا ہے کہ:

''وأشهد أنّ محمدا عبده ورسوله ، أرسله للعالمين رحمة،وفرض عليه بيان ما أنزل الينا،فأوضح لنا كلّ الأمور المهمّة ، وخصّه بجوامع الكلم،فربّما جمع أشتات العلوم والحكم فی كلمةأو شطر كلمة.''(۱۲)

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جسے اس نے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا، اور ان پر اس سب کو، جو اس نے ہماری طرف نازل کیا ہے، کا پہنچانا فرض کیا، تو انہوں نے ہمارے لئے تمام اہم معاملات کو واضح کیا،

اور اس نے انہیں ''جوامع الکلم'' کی خصوصیت سے نوازا، اسی وجہ سے آپ ﷺ اکثر اوقات ایک لفظ یا ایک لفظ کے کچھ حصے میں مختلف علوم اور پرحکمت باتوں کو جمع فرما دیا کرتے تھے. اسی جہ سے کہا گیا ہے کہ:

''بعبارة هی الخطابة النبوية وجوامع الكلم فی الفصاحة والبلاغة والايجاز والبيان بالدرجة الثانية بعد القرآن ،ولذلک كان تأثيرها فی اللغة والأدب بالمنزلة التالية لكلام الله تعالی ،ولا سيما حكمه وجوامع كلمه الّتی هی القدوة الحسنة للأديب والحلية الّتی يزدان بها كلام الكاتب والخطيب.''(۱۳)

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی خطابت اور ''جوامع الکلم'' فصاحت و بلاغت اور ایجاز و بیان میں قرآن پاک کے بعد دوسرے درجے پر ہیں، اسی لئے عربی زبان ادب پر اثر ڈالنے کے لحاظ سے اس کا درجہ کلام الٰہی کے بعد ہے، بالخصوص آپ ﷺ کی حکمت بھری باتیں اور جوامع الکلم، جو ہر ادیب و شاعر کے لئے خوب صورت نمونہ ہیں، اور ایک ایسا زیور ہیں، جس سے ہر انشاء پرداز

اور خطیب کا کلام زینت پاتا ہے۔

اسی طرح صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آنحضور ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی کلام میں اختصار سے کام لیا کرتے تھے، چنانچہ جاحظ نے ابوالحسن مدائنی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر تقریر کی، اور بڑے اختصار سے کام لیا، لوگوں نے عرض کیا کہ اگر آپ کچھ مزید ارشاد فرماتے، تو کیا ہی اچھا ہوتا! اس پر حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''أمرنا رسول الله ﷺ باطالة الصلوة وقصر الخطب''. (۱۴) کہ آنحضور ﷺ نے ہمیں نمازوں کو طول دینے، اور تقاریر کو مختصر کرنے کا حکم دیا ہے!

(ب) ''جوامع الکلم'' کی دوسری بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں جامعیت وشمولیت ہوتی ہے، آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' اس لحاظ سے بھی اپنی نظیر آپ ہیں، ایک تو الفاظ کا انتخاب لاجواب ہوتا ہے، دوسرا الفاظ کی ترتیب اور بندش ایسی ہوتی ہے، کہ وہ مطالب کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹ لیتی ہے، ایک حرف ایک جملے کا کام کرتا ہے، بلاشبہ یہ خوبی عربی زبان کی ہے، مگر زبان اپنے کمال کے اظہار کے لئے کسی بولنے والے کی محتاج ہوتی ہے، اور آپ ﷺ تو تمام عرب میں سب سے فصیح و بلیغ انسان تھے، آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' میں جامعیت وشمولیت کا ایک پہلو اور بھی ہے، جس کا تعلق آپ ﷺ کے منصب نبوت سے ہے، آفاقیت اور ابدیت کے علاوہ آپ کا دین ہر پہلو کو محیط ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، اس لئے حکماء و فلاسفہ کے برعکس آپ کے ''جوامع الکلم'' میں اس لحاظ سے بھی جامعیت نظر آتی ہے۔

اسی طرح کبار علماء ومحدثین نے بھی آنحضور ﷺ کی مختلف احادیث کی جامعیت کا ذکر کیا ہے، اس نوع کے کئی اقوال کا ذکر امام فقیہ حافظ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شہاب الدین بغدادی دمشقی المعروف ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۷۹۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم'' (۱۵) کے شروع میں تفصیل سے کیا ہے، جن میں چند مشہور اقوال یہ ہیں:

(۱) امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''انّما الأعمال بالنیات......'' (بخاری، ''بدء الوحی''، ومسلم، ''الامارۃ'') والی حدیث کل علم دین کے ایک تہائی حصے پر مشتمل ہے، اور یہ فقہ کے ستر ابواب میں داخل ہے''۔

(۲) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ: ''اسلام کے اصول تین احادیث میں ہیں: (۱) ''حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''انّما الأعمال بالنیّات...'' (متفق علیہ). (۲) حدیث عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ''من أحدث فی أمرنا ما لیس منه فهو ردّ''. (بخاری، ''الصلح'' ومسلم، ''الأقضیة''). (۳) حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''الحلال بیّن والحرام بیّن...'' (بخاری، ''الایمان''، ومسلم، ''المساقاۃ'').

(۳) امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ: ''محدثین نے ہمیں بیان کیا ہے کہ درج ذیل تین احادیث کے ساتھ تصنیف کا آغاز کیا جائے، اس لئے کہ ان کا شمار دین کے اصول میں ہوتا ہے: (۱) ''الأعمال بالنیات'' (متفق علیہ)، (۲) '' انّ خلق

أحدكم يجمع في بطن أمّه أربعين يوما." (بخاری، ''التوحید''، ومسلم، ''القدر'') اور (۳) ''من أحدث في ديننا ما ليس منه فهو ردّ''. (متفق علیہ)

(۴) امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ: ''چار احادیث اصول دین میں سے ہیں؛ (۱) حدیث: ''انّما الأعمال بالنيات'' (متفق علیہ)، (۲) حدیث ''الحلال بيّن والحرام بيّن'' (متفق علیہ)، (۳) حدیث: ''انّ خلق أحدكم يجمع في بطن أمّه''. (متفق علیہ) اور (۴) حدیث: ''من صنع في أمرنا شيئا ليس منه فهو ردّ''. (داری، ''السنة'')

(۵) حضرت عثمان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ: ''آنحضور ﷺ نے آخرت کے سارے معاملے کو: ''من أحدث في أمرنا ما ليس منه فهو ردّ'' (متفق علیہ) والی حدیث میں، اور دنیا کے سارے معاملے کو: ''انّما الأعمال بالنيّات'' (متفق علیہ) والی حدیث میں جمع فرما دیا ہے''، اور یہ دونوں احادیث دین کے ہر باب میں داخل ہیں۔

(۶) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول ہے کہ: ''میں نے مسند حدیث میں دیکھا تو وہ چار ہزار احادیث تھیں، پھر ان پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ ان چار ہزار احادیث کا دارمدار صرف چار احادیث پر ہے: (۱) حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''الحلال بيّن والحرام بيّن''. (متفق علیہ)، (۲) حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''انّما الأعمال بالنيّات''. (متفق علیہ)، (۳) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ''انّ الله طيّب لا يقبل الّا طيّب، وانّ الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين.'' (مسلم، ''الزكوة''، وداری، ''الرقاق'') اور (۴) حدیث: ''من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه''. (ترمذی، ''الزهد''، وابن ماجہ، ''الفتن'')، ان چار احادیث کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ ''ان میں ہر حدیث علم دین کے چوتھائی حصے پر مشتمل ہے''۔

(ج) ''جوامع الكلم'' کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ پر حکمت باتوں پر مشتمل ہوتی ہے، بلاشبہ یہ خصوصیت بھی آپ ﷺ کے اقوال میں احسن طریقے سے موجود تھی، اس لئے کہ تعلیم حکمت ہی آپ ﷺ کی بعثت کے مہمات و مقاصد میں سے ایک ہے، آپ ﷺ نے اپنے ماننے والوں میں حکمت کو ''خير كثير'' کی حیثیت سے متعارف کرایا، اور حکمت کو مومن کی گمشدہ میراث قرار دیا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حکمت کے صحیح تصور سے اپنی امت کو روشناس کرایا، اس لئے کہ آپ کے ''جوامع الكلم'' میں حکمت کے ایسے انمول جواہر و موتی ہیں، جو کسی حکیم و فلسفی کے ہاں نظر نہیں آتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے خزانے میں ایسے ''جوامع الكلم'' بھی ہیں، جن کا عنوان ہی حکمت ہے۔ (۱۶) ذیل میں حکمت کے حوالے سے چند مشہور احادیث پیش کی جا رہی ہیں:

(۱) ''الكلمة الحكمة ضالّة المؤمن، فحيث وجدها فهو أحقّ بها'' (ترمذی، ''العلم''، وابن ماجہ، ''الزھد'') پر حکمت بات مومن کی گم شدہ میراث ہے، وہ اسے جہاں کہیں پائے، اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔

(۲) ''لا تحدّث الحکمة للسفهاء'' (داری، ''المقدمۃ'') بے وقوفوں کو حکمت کی باتیں نہ بتایا کرو!

(۳) ''لیس هدیة أفضل من کلمة حکمة'' (داری، ''المقدمۃ'') حکمت بھری بات سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہے۔

(۴) ''الحکمة الاصابة فی غیر النبوة'' (بخاری، ''فضائل الصحابۃ'') حکمت غیر نبی میں سب سے اچھی چیز ہے۔

(۵) ''مدح النبیّ صاحب الحکمة حین یقضی بها'' (بخاری، ''الاعتصام'') نبی کریم ﷺ نے اس صاحب حکمت کی مدح سرائی کی ہے، جو اپنی حکمت کی مدد سے فیصلے کرتا ہے۔

(۶) ''نعم المجلس مجلس ینشر فیه الحکمة'' (داری، ''المقدمۃ'' وہ محفل سب سے بہتر محفل ہوتی ہے، جس میں حکمت کی باتیں عام کی جاتی ہوں۔

(۷) ''علیک بالحکمة فانّ الخیر فی الحکمة''. (داری، ''المقدمۃ'') آپ پر حکمت کی تعلیم لازم ہے، اس لئے کہ ہر طرح کی بہتری حکمت میں ہے۔

(۸) ''أنا دار الحکمة وعلیّ بابها''۔ (ترمذی، ''المناقب'') میں حکمت کا گھر اور علی اس کے دروازے ہیں۔

(۹) ''اللّهمّ علّمه الحکمة.'' (بخاری، ''فضائل الصحابۃ''، وترمذی، ''المناقب'') اے اللہ! انہیں حکمت کی تعلیم دو!

(۱۰) ''ودعانی بالحکمة''۔ (احمد بن حنبل، ج۱) آنحضور ﷺ نے میرے لئے حکمت کی دعا فرمائی تھی۔

(۱۱) ''دعا لی رسول اللّٰه أن یؤتینی الحکمة مرّتین''۔ (ترمذی، ''المناقب'') آنحضور ﷺ نے اللہ تعالی کے حضور میرے لئے دو مرتبہ دعا کی تھی کہ وہ مجھے حکمت سے نوازے!۔

(۱۲) ''انّ من الشعر حکمة''۔ (بخاری، ''الأدب''، وابوداؤد، ''الأدب'') کچھ اشعار حکمتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

(۱۳) ''کلمة الحکمة ضالّة کلّ حکیم'' (مسند الشہاب) حکمت بھری بات ہر دانا آدمی کی گم شدہ میراث ہے، وغیرہ۔

اس نکتے کے آخر میں آنحضور ﷺ کے کلام کی وہ پانچ امتیازی خصوصیات، جنہیں شیخ مصطفیٰ صادق رافعی مصری رحمہ اللہ تعالی (م: ۱۹۳۷ء) نے بیان کیا ہے، کامختصراذکر یہاں مناسب رہے گا، چنانچہ ان کے نزدیک آپ ﷺ کے کلام کی:

(۱) پہلی خصوصیت تو ہے کہ ''کتاب اللہ کے بعد عربی فصاحت و بلاغت کی تاریخ میں کوئی ایسا خطیب نہیں ہوا، جو آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کا ہم پلہ ہو''، یعنی قرآنی بلاغت کے بعد بلاغت نبوی ﷺ کا ایک اعلی اور منفرد مقام ہے۔

(۲) دوسری خصوصیت ہے کہ کلام نبوت میں ''ایسی تراکیب ہیں، جو قلت الفاظ کے ساتھ ساتھ کثرت معانی کا رنگ لئے ہوئے ہیں''، گویا کوزے میں دریا بند ہے، یعنی آپ ﷺ کے کلام میں چند محدود الفاظ ہیں، جن میں خطابت کے وسیع سمندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں

(۳) تیسری خصوصیت کو بلاغت کی اصطلاح میں ''خلوص'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، یعنی کسی قسم کا ابہام، غموض یا مغالطہ باقی نہیں رہتا، یعنی آپ ﷺ کے کلام کے لفظ و معنی میں ایسی پختگی اور وضاحت ہے، کہ سامع کو اس کے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔

(۴) چوتھی خصوصیت ہے ''قصد واعتدال''، یعنی آپ ﷺ کے کلام کے لفظ ومعنی میں ایجاز واقتصار اور ایسا توازن پایا جاتا ہے، جسے ''اقتصاد لفظی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور

(۵) کلام نبوت کی آخری اور پانچویں امتیازی خصوصیت ''استیفاء'' ہے، یعنی سامع کے دل میں کسی قسم کی تشنگی یا طلب مزید کی خواہش باقی نہیں رہتی، لفظ ومعنی دونوں اس کی تسلی کرتے ہیں۔ (۱۷)

(۳) ''جوامع الکلم'' کے ساتھ علماء امت کا اہتمام:

آنحضور ﷺ کے کلام کی یہ ایک منفرد خصوصیت بن گئی ہے کہ آپ ﷺ کے ''جوامع الکلم'' عربی زبان وادب میں ضرب المثل بن گئے ہیں، اور مختلف ادوار میں خطباء اور انشاء پرداز اپنے خطبات اور نگارشات کو ان پر حکمت کلمات سے مزین کرتے اور ان کے اقتباسات پیش کرتے رہے ہیں، ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ'' کے مصنف حافظ الحدیث قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن عبد اللہ بن موسیٰ بن عیاض یحصبی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۵۵۴ھ) تو یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ آپ ﷺ کے ''جوامع الکلم'' سے لوگوں نے اپنے دفاتر انشاء کو سجایا، اور ان کے الفاظ ومعانی کے بارے میں کتابیں کی کتابیں جمع کر ڈالی ہیں، چنانچہ ان کے الفاظ ہیں: ''أمّا کلامه المعتاد، وفصاحته المعلومة، وجوامع کلمه، وحکمه المأثورة، فقد ألّف الناس فیها الدواوین، وجمعت فی ألفاظها ومعانیها الکتب....'' (۱۸) جہاں تک آپ ﷺ کے معمول کے کلام، آپ کی مشہور فصاحت وبلاغت، جوامع الکلم، اور منقول پر حکمت باتوں کا تعلق ہے، تو ان کے بارے میں علماء حضرات نے لاتعداد دیوان تصنیف کر ڈالے ہیں، اور بے شمار کتابیں تالیف کر دی ہیں۔

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۷۹۵ھ) نے اپنی کتاب ''جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم'' (۱۹) میں اس اہتمام کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ کثیر تعداد میں علماء امت نے آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کو جمع کیا، اس حوالے سے سب سے پہلے امام حافظ ابوبکر بن سنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''الایجاز وجوامع الکلم من السنن المأثورة'' کے نام سے ایک کتاب لکھی، ان کے بعد قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۴۵۴ھ) نے آنحضور ﷺ کے مختصر ''جوامع الکلم'' جمع کر کے ''الشهاب فی الحکم والآداب'' کے نام سے کتاب تصنیف کی، اس طرز پر دیگر کئی علماء نے لاتعداد کتابیں تصنیف کیں، اور سابقہ تصانیف پر متعدد اضافے کیے، امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۳۸۸ھ) نے بھی اپنی کتاب ''غریب الحدیث'' میں آنحضور ﷺ کے چند ''جوامع الکلم'' کی طرف بہت منفرد انداز میں اشارہ کیا ہے، ان کے امام حافظ ابوعمرو بن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجلس میں کچھ احادیث املاء کرائیں، جن کا نام انہوں نے ''احادیث کلیة'' تجویز کیا تھا، ان میں انہوں نے ایسی مختصر وموجز جوامع احادیث، جن پر دین کا دار ومدار ہے، ان کی یہ مجلس ۲۶ احادیث پر مشتمل تھیں، بعد ازیں امام فقیہ حافظ ابوزکریا یحییٰ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن صلاح رحمہ اللہ تعالیٰ کی ان املاء کردہ

احادیث کو لیا، اور ان پر باقی کا اپنی طرف سے اضافہ کر کے ۴۲ تک پہنچا دیا، انہوں نے اپنی اس تصنیف کا نام ''اربعین'' رکھا، ان کی اس ''اربعین نوویہ'' نے پوری دنیا میں بہت شہرت پائی، لوگوں نے اس کو خوب یاد کیا، اور اللہ تعالیٰ اس کے مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کو اس کی حسن نیت اور نیک مقصد کی وجہ سے بہت فائدہ دیا۔

اس کے بعد ان کا اپنا کہنا ہے کہ ''مجھ سے کئی طلباء اور اہل علم نے ان اوپر ذکر کردہ احادیث کی شرح لکھنے پر اصرار کیا، تو میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی کتاب کی تالیف کے بارے میں استخارہ کیا، جو ان کے معانی اور ان کے اصول وقواعد کی وضاحت پر مشتمل ہو، اس کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہوئے مختلف علوم وحکم کی جامع چند احادیث کا اضافہ کیا، اور انہیں ۵۰ تک پہنچا دیا، اور اپنی اس تالیف کا نام ''جامع العلوم والحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم'' رکھا''۔

اس کے بعد تو ''جوامع الکلم'' کے حوالے سے ترتیب دی جانے والی کتب، اور ان کی شروحات کا ایک نہ ختم ہونے والا شروع ہوا، جو آج تک جاری وساری ہے۔

ان کتب کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اکثر مصنفین کی رائے میں آنحضور ﷺ کی وہ احادیث جو مرفوع اور صحیح ہیں، وہ ''جوامع الکلم'' کے دائرے میں داخل ہیں. اور جہاں تک ان احادیث کا تعلق ہے، جو بالمعنی روایت کی گئی ہیں، ان کے بارے میں ان کا اختلاف ہے، لیکن ارجح رائے یہ ہے کہ وہ بھی ''جوامع الکلم'' کا حصہ ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ آنحضور ﷺ عرب میں سب سے زیادہ فصیح اللسان، واضح البیان، اور مختصر الکلام تھے، آپ ﷺ کے الفاظ سب سے زیادہ وزنی ہوتے، اور آپ کے معانی بھی سب سے زیادہ صحیح ہوتے تھے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا ہر طرح کا کلام فصاحت و بلاغت کے بلند ترین مقام پر فائز تھا، جس کے سامنے بڑے بڑے عرب فصحاء و بلغاء عاجز دکھائی دیئے، تاہم یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ کی بعض احادیث بعض سے فصاحت وبلاغت میں کم وزیادہ ہیں. اسی حوالے سے کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

جوامع الکلم التی فتحت له سجدت لها البلغاء والأقلام (۲۰)

آپ ﷺ کے جو ''جوامع الکلم'' ظاہر ہوئے ہیں، ان کے سامنے جملہ بلغاء اور اصحاب قلم سرنگوں نظر آتے ہیں.

(۴) ''جوامع الکلم'' کے حوالے سے مختلف روایات:

روایات میں ''جوامع الکلم'' کے حوالے سے کافی ملتے جلتے الفاظ وارد ہوئے ہیں، جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ ایک متفق علیہ حدیث میں آیا ہے: ''أعطیت جوامع الکلم'' (۲۱) کہ مجھے ''جوامع الکلم'' کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ جب کہ صحیح بخاری اور سنن نسائی وغیرہ کی روایات میں: ''أوتیت جوامع الکلم'' اور ''بعثت بجوامع الکلم'' جیسے بھی الفاظ آئے ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ مسند امام احمد بن حنبل کی ایک حدیث میں یوں الفاظ آئے ہیں:

''أوتيت فواتح الكلم وخواتمه وجوامعه''۔(۲۲)
کہ مجھے فواتح، خواتم اور جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔

(۳) جب کہ ایک اور حدیث کے الفاظ یوں ہیں:''انی أوتيت جوامع الكلم و خواتمه واختصر لى الكلام اختصارا''۔(۲۳) کہ یقیناً مجھے جوامع اور خواتم الکلم سے نوازا گیا ہے اور کلام کو میرے لئے مختصر کر دیا گیا ہے۔

(۴) مزید سنن دار قطنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ایک روایت سنن دار قطنی میں یوں ہے:''أعطيت جوامع الكلم واختصر لى الحديث اختصارا'' ۔(۲۴) کہ مجھے ''جوامع الکلم'' عطا کئے گئے ہیں، اور میری حدیث کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

(۵) آخری حدیث کچھ یوں ہے:''أعطيت فواتح الكلم وخواتمه وجوامعه'' ۔(۲۵) کہ مجھے فواتح، خواتم اور جوامع الکلم عنایت کئے گئے ہیں۔

(۵)''جوامع الکلم'' کے حوالے سے علمائے کرام کی آراء:

(۱) امام زہری (م:۱۲۴ھ) کی رائے:

امام ابوشہاب محمد بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''جوامع الکلم'' کے بارے میں کہا ہے:
''بلغنى أنّ جوامع الكلم أنّ الله يجمع الأمور الكثيرة الّتى كانت تكتب فى الكتب قبله فى الأمر الواحدوالأمرين أو نحو ذلك''۔(۲۶) مجھے پتہ چلا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کے لئے ان کے ''جوامع الکلم'' ارشادات میں وہ سارے کے سارے امور جمع کر دئے ہیں، جو آپ ﷺ سے پہلے والی کتابوں میں کسی ایک یا دو معاملوں وغیرہ میں وارد ہوتے تھے۔ اربعین نوویہ کے شارح شیخ ابراہیم بن مرعی بن عطیہ شبرخیتی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ:''ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی میں سو رہے تھے کہ روم کا ایک پادری اچانک آپ کے سر کے پاس آکر نمودار ہوا اور باآواز بلند یہ کہنے لگا:''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اور حضرت محمد ﷺ اس کے رسول برحق ہیں''، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اسلام قبول کر لیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اس کی کیا کوئی وجہ ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں، میں تورات، انجیل، زبور اور دوسری کئی آسمانی کتابوں کا عالم ہوں، میں نے ایک شخص کو سنا وہ قرآن کی ایک ایسی آیت کو پڑھ رہا تھا، جس میں گذشتہ کتابوں کے تمام علوم کو جمع کر دیا گیا ہے، اس پر مجھے یقین آ گیا کہ بے شک یہ منزل من اللہ ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی آیت تھی؟ اس نے عرض کیا ارشاد باری تعالیٰ:''ومن الله ورسوله ويخش الله ويتقه......'' اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''أوتيت جوامع الكلم'' مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے۔(۲۷)

(۲) یونس بن حبیب (م:۱۸۲ء) کی رائے:

اسی وجہ سے محمد بن سلام نے امام النحاۃ ابوعبدالرحمٰن یونس بن حبیب کا''جوامع الکلم'' کے حوالے سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ما جاء ناعن أحد من روائع الكلام ما جاء نا عن رسول الله ﷺ''۔(۲۸) طرح کا شاندار کلام ہمیں رسول اللہ ﷺ سے ملا ہے، اس طرح کا کلام ہمیں کسی اور شخص سے نہیں ملا۔

(۳) ابن حبیب (م:۲۴۵ھ) کی رائے:

امام اللغویین ابوجعفر محمد ابن حبیب عربی نے تجویز کیا ہے کہ ''جوامع الکلم'' سے مراد ہے:''أنه كان ﷺ كان يكلّم كل قبيلة بلسانها ،وان لم يكن رآها قبل......'' (۲۹) آنحضور ﷺ ہر قبیلہ کو اس کی زبان کے ساتھ مخاطب کیا کرتے تھے، چہ جائیکہ اس کو پہلے سے جانتے ہی نہ ہوں۔

اس تجویز کی قدیم وحدیث ہر دور میں تقریباً تمام علماء امت نے تائید وحمایت کی ہے، چنانچہ قدیم علماء میں قاضی ابوالفضل عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ (م:۵۵۴ھ) کا کہنا ہے کہ:

''أوتى جوامع الكلم وخصّ ببدائع الحكم ،ولم ألسنة العرب ، فكان يخاطب كلّ أمّة منها بلسانها ،ويحاورها بلغتها، ويباريها فى منزع بلاغتها، حتى كان كثيرا من أصحابه يسألونه فى غير موطن عن شرح كلامه وتفسير قوله، من تأمل حديثه وسيره علم ذلك وتحقّقه، وليس كلامه مع قريش وأنصار وأهل الحجاز ونجد ككلامه مع ذى المعشار الهمذانى وطهفة النهدى وقطن بن حارثة العليمى والأشعث بن قيس ووائل بن حجر الكندى وغيرهم من أقيال حضرموت وملوك اليمن......''(۳۰)

آپ ﷺ کو''جوامع الکلم'' عطا کئے گئے ،انوکھی حکمت بھری باتیں آپ کے خصائص میں سے تھیں، آپ کو عرب لوگوں کی جملہ زبانوں سے آگاہی تھی، یہی وجہ ہے کہ آپ ان کے ہر قبیلے سے اس کی اپنی زبان و لہجے میں گفتگو فرمایا کرتے تھے، ان کی ہی زبان کے محاورات استعمال کرتے، ان کی فصاحت و بلاغت کے اصولوں کی روشنی میں معانی ایجاد کرتے ہوئے ان پر اپنی فوقیت ثابت کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے بہت سے صحابہ بیشتر مواقع پر آپ سے آپ کے کلام کے کلمات واقوال کی تشریح وتوضیح دریافت کیا کرتے تھے، اسی طرح آپ ﷺ کی احادیث وسیرت کا مطالعہ کرنے والا اس بات کو بخوبی جانتا ہے، اور اس حقیقت کا مکمل ادراک رکھتا ہے، اس لئے کہ قریش، اہل حجاز، اور نجد کے ساتھ آپ کا انداز گفتگو اس سے بہت مختلف ہوتا تھا جیسا آپ کا ذوالمعشار نہدی، قطن بن حارث علیمی، اشعث بن قیس، وائل بن حجر کندی اور دیگر زعماء حضرموت اور باشاہان یمن کیساتھ ہوتا تھا۔

اور معاصر علماء میں شیخ مصطفیٰ صادق رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۱۹۳۷ء) اس موضوع پر بہت بحث تمحیص کی، اور کئی کتابیں تالیف کیں، چنانچہ وہ ''تاریخ آداب العرب'' (۳۱) میں کہتے ہیں: ''أنہ ﷺ کان أفصح العرب، وأعلمھم بلغاتھا، وأوسعھم فی ھذا الباب، وأنّہ لم یأتھم عن أحد من روائع الکلام ما جاء ھم عنہ...'' کہ آنحضور ﷺ عرب میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے، اوران میں سے سب سے زیادہ ان کی زبانوں اور لہجات کا علم دئے گئے تھے، الغرض اس میدان میں ان سب میں سے آگے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے جتنا شاندار کلام ہمیں ملا ہے، اس جیسا کلام کسی اور عرب سے ہمارے پاس نہیں پہنچا۔

علاوہ ازیں قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ'' (۳۲) میں بالعموم اور شیخ رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں (۳۳) میں بالخصوص ذوالمعشار نہدی، طہفہ نہدی، قطن بن حارثہ علیمی، اشعث بن قیس اور اس طرح کے دوسرے زعماء حضرموت اور ملوک یمن کے ساتھ آپ ﷺ کے کلام، اوران کی طرف بھیجے گئے منفرد وانوکھے الفاظ پر مشتمل رسائل کے نمونے بھی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

آنحضور ﷺ چوں کہ شارح قرآن تھے، اور قرآن پاک مختلف اقوام (قبائل) عرب کی لغات پر نازل ہوا تھا، اور یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ جب کلیات قرآن کی وضاحت فرماتے تھے، تو وہ بیان قرآن پاک کی تمام بیانی خصوصیات: جزالت، فصاحت، الفاظ و کلمات کی تالیف وترکیب، پر مشتمل ہوتا تھا، اس لئے کہ آنحضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ان قبائل کی لغات، روزمرہ محاورات اور اسالیب بیان سے بہرہ ورفرمادیا تھا، اوران اسالیب مختلفہ میں آپ ﷺ کو کمال کے درجے پر فائز کیا گیا تھا، چنانچہ جو مختلف قبائل وفود کی شکل میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں باریاب ہوتے، تو آنحضور ﷺ ان سے ان ہی کے اسلوب بیان اور روزمرہ کی لغات میں گفتگوفرماتے تھے، مختلف قبائل کی لغات پر قدرت کاملہ کا یہ عالم تھا کہ بسا اوقات ایسا ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی ایک جماعت، جن کا اکثر وقت آپ ﷺ کی خدمت کرنے میں بسر ہوتا تھا، جب اس کے سامنے عرب کا کوئی وفد حاضر خدمت ہوتا، تو آپ اسی وفد کی زبان اور اسی قبیلہ کے اسلوب بیان میں گفتگوفرماتے، گویا ان ہی کے لب ولہجہ میں آپ کی گفتگو ہوتی، اس پر وہ صحابہ بہت حیران ہوتے، اور مناسب موقع پر آپ ﷺ سے دریافت کرتے کہ ''یا رسول اللہ ﷺ'' ! فلاں موقع پر فلاں وفد کے سردار یا فلاں وفد کے اراکین سے جو کلام آپ نے فرمایا، اس میں بعض کلمات ایسے تھے، کہ اس سے قبل ہم نے کبھی نہیں سنے، اور نہ عرب کے کسی سابق کلام میں وہ پائے جاتے ہیں، ان کے تحیر کو دور کرنے کے لئے آپ ﷺ بطور تحدیث نعمت فرمایا کرتے تھے: ''أنا أفصح العرب، بید أنّی من قریش، ونشأت فی بنی سعد بن بکر'' میں تمام عرب میں فصیح ترین آدمی ہوں، جب کہ میں قریش سے ہوں، اور بنی سعد بن بکر میں میری نشوونما ہوئی ہے۔ مثلاً حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ ہم کچھ لوگ قبیلہ بنی سعد کے آنحضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: ''ما أغناک اللہ، فلا تسأل الناس شیئا، فانّ الید العلیا ھی المنطیۃ، والید السفلی ھی المنطاۃ''، وقال: ''فکلّمنا رسول اللہ بلغتنا''۔ ''ماشاء اللہ

نے آپ کو کافی دولت سے نوازا ہے! اس لئے آپ کو لوگوں سے کچھ مانگنا نہیں چاہیئے ، بے شک اونچا ہاتھ دینے والا ہوتا ہے، اور لینے والا ہاتھ تو نیچا ہوتا ہے''، مزید انہوں نے کہا کہ'' آنحضور ﷺ جب ہم سے کلام کرتے تھے، تو ہماری ہی زبان میں کرتے ہیں''. چنانچہ ''المنطیة'' اور ''المنطاة'' کا تعلق قریش کی لغت سے نہیں تھا، بلکہ قبیلہ سعد سے مختص تھا، اسی طرح عامری کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے آنحضور ﷺ سے سوال کرنا چاہا، تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا:''سل عنک'' أی عمّا شئت'' (۳۴)، یعنی جو بھی تم پوچھنا چاہتے ہو، پوچھو! چنانچہ اس جملے کے اسلوب کا تعلق لغت بنی عامر سے تھا۔

اس کی مزید وضاحت علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی نے یوں کی ہے:''أكثر استعمالهم هذه الألفاظ ،استعملهامعهم لتبيّن للناس فأنزل اليهم ،ويحدّث للناس بما يعملون.'' (۳۵) یعنی آپ ﷺ ان لوگوں سے کلام اور معاملہ کے وقت وہی الفاظ استعمال فرماتے ، جو بعینہ وہ لوگ استعمال کرتے تھے، قرآن پاک کی آیات کا مفہوم، اور اس کی وضاحت بھی ان ہی کی زبان میں فرماتے ، جس میں وہ لوگ کلام کرتے تھے، اور پسند کرتے تھے.

(۴) جاحظ (م:۲۵۵ھ) کی رائے:

قدیم عرب علماء وادباء میں امام الادب العربی ابوعثمان عمرو بن بحر جاحظ بصری رحمہ اللہ تعالی نے جس طرح آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کی منظر کشی کی، غالبا اس طرح کی کوئی اور عالم، یا ادیب آج تک نہیں کرسکا، یہی وجہ ہے کہ بعد کے تقریبا تمام علماء وادباء نے ان کی تعریف کو سراہا ہے، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ:

''وهو الكلام الذى قلّ عدد حروفه و كثر عدد معانيه ، وجلّ عن الصنعة ،ونزه عن التكلف........ واستعمل المبسوط في موضع البسط، ،والمقصور في موضع القصر،وهجر الغريب الوحشي،ورغب عن الهجين السوقي،فلم ينطق الّا عن ميراث حكمة،ولم يتكلّم الّا بكلام،قد حف بالعصمة،وشيّد بالتأييد،ويسّر بالتوفيق،وهو الكلام الّذى ألقى الله عليه المحبّة،وغشاه بالقبول،وجمع لي بين المهابة والحلاوة وبين حسن الافهام وقلّة عدد الكلام......لم تسقط له كلمة،ولا زلّت به قدم،ولا بارت له حجّة،ولم يقم له خصم،ولا أفحمه خطيب،بل يبذ الخطب الطوال بالكلم القصار.......ولا يحتجّ الّا بالصدق،ولا يطلب الفلج الّا بالحقّ، ولا يستعيّن بالخلابة.........ولم يسمع الناس بكلام قطّ أعمّ نفعا،ولا أقصد لفظا،ولا أجمل مذهبا،ولا أكرم مطلبا،ولا أحسن موقعا،ولا أسهل مخرجا،ولا أفصح معنى،ولا أبين فحوى من كلامه ﷺ......'' (۳۶)

آنحضور ﷺ کا کلام ایسا کلام تھا، جس کے حروف کی تعداد تو کم ہوتی تھی، مگر اس کے معانی کی مقدار زیادہ

ہوتی تھی،، یہ تصنع سے بلند تر اور تکلف سے منزہ تھا..... آپ کی یہ خوبی تھی کہ بات کو پھیلانے کے موقع پر بات کو پھیلاتے، اور مختصر بات کے وقت مختصر بات ہی فرماتے تھے، آپ اجنبی اور نامانوس الفاظ کو چھوڑ دیتے، اور ہلکے اور بازاری الفاظ سے دور رہتے تھے، آپ کا کلام سراپا حکمت و دانش کی میراث تھا، آپ کا کلام یقیناً اللہ تعالی کی حفاظت کے جلو میں ہوا کرتا تھا، اس کلام کی عمارت کو اللہ تعالی کی تائید اور توفیق حاصل رہتی تھی، آپ کا کلام ایک ایسا کلام تھا، جس میں اللہ تعالی نے پیار و محبت کی رنگت چمکا دی تھی، اور اسے شرف قبولیت سے نواز رکھا تھا، اس میں ہیبت کے ساتھ مٹھاس و شیرینی اور حسن افہام کے ساتھ الفاظ کی کمی بھی نظر آتی تھی...... اس کے باوجود اس کلام میں سے نہ تو کوئی لفظ ساقط نظر آتا تھا، اور نہ اس میں خطیب کی کوئی لغزش یاد دکھائی دیتی تھی، اور نہ تو اس کی حجت باطل ہوتی، اور نہ اس کے مقابلے میں کوئی دشمن ٹھہرا، اور نہ اسے کوئی خطیب لا جواب کر سکا، بلکہ طویل خطبات مختصر جملوں سے برتری حاصل کرتے ہوئے نظر آیا کرتے تھے...... اس کی دلیل سراپا صدق تھی، اس کی کامیابی کا راز صرف حق تھا، اور اس میں لطافت کلام سے دھوکہ دینے کی کوشش بھی نظر نہیں آیا کرتی تھی.......... الغرض لوگوں نے آنحضورﷺ کے کلام کے علاوہ کوئی ایسا کلام کبھی نہیں سنا تھا، جو اس قدر زیادہ نفع بخش ہو، لفظی لحاظ سے اس قدر معتدل ہو، توازن میں اس قدر کامل ہو، اور روش کے لحاظ سے اس قدر حسین وجمیل ہو، مقاصد کے لحاظ سے اتنا محترم ہو، اثر میں اتنا خوب صورت ہو، ادائیگی میں اس قدر آسان ہو، معنی کو اس قدر کھول کر بیان کرتا ہو، اور جس میں مدعا اسقدر واضح کیا گیا ہو۔

جاحظ کی طرف سے اس تعریف کو بعد میں آنے والے تقریباً تمام علماء نے سراہا اور ہر دور میں اس کی تائید و تاکید کرتے ہوئے نظر آئے۔

(۵) امام خطابی (م: ۳۸۸ھ) کی رائے:

امام ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ: ''جب اللہ تعالی نے آنحضورﷺ کو اپنی وحی کے لئے بلاغت اور دین کے لئے بیان کے اعلی منصب پر فائز فرمایا، تو آپﷺ کے لئے لغات میں عربی، اور زبانوں میں فصیح و بلیغ زبان کا انتخاب کیا، تاکہ مناظر تبلیغ کو اس کے اصل لباس میں ظاہر، اور کلام کو واضح بیان کے ساتھ ذکر کیا جائے، بعدازیں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی ان ''جوامع الکلم'' کے ذریعے مدد فرمائی، تاکہ انہیں آپﷺ کی نبوت کے لئے رداء، اور رسالت کے لئے علم کا درجہ دیا جائے اور کم الفاظ میں زیدہ معلومات کو بین کیا جائے، اور سامعین کے لئے ان کو اٹھانے کے لئے یاد کرنا آسان ہو، مشکل نہ ہو، اسی لئے آنحضورﷺ کا ارشاد ہے: ''سلوا اللہ الیقین والعافیة''، یعنی اللہ تعالی سے یقین اور عافیت کا سوال کیا کرو!''۔

مزید آپ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے کہ: ''ہمیں اس جامع وصیت پر غور کرنا چاہیے، جو دنیا اور آخرت کی جملہ بھلائیوں پر مشتمل

ہے''، جس کی تفصیل بھی خود وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ: ''امر آخرت کا خلاصہ یقین ہے، جب کہ امر دنیا کا خلاصہ عافیت ہے، لہذا ہر وہ طاقت جس کے ساتھ یقین نہ ہو وہ ناکارہ ہے، اور ہر وہ نعمت، جو عافیت کے بغیر ہو، وہ فضول اور تیرہ گوں ہے، اسی وجہ سے یہ قول نبی ﷺ: ''سلوا اللہ الیقین و العافیۃ'' باوجود مختصر اور کم حروف ہونے کے اپنے دو حصوں میں ایک حصہ جملہ دینی معاملات، اور دوسرا باقی عام دنیاوی معاملات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ''جوامع الکلم'' کا یک اہم جزء ہے''۔(۳۷)

(۶) امام ہروی (م:۴۰۱ھ) کی رائے:

امام ابوعبید احمد بن محمد بن محمد بن ابی عبید عبدی ہروی فاشانی رحمہ اللہ تعالی کا خیال ہے کہ:

''أوتيت جوامع الكلم'' يعنی القرآن، جمع الله تعالی بلطفه فی الألفاظ اليسيرة منه معانی كثيرة، ومنه ما جاء فی صفته ﷺ: ''يتكلّم بجوامع الكلم'' أنه ﷺ كان كثير المعانی، قليل اللفظ وحديث عمر بن العزيز رضی الله تعالی عنه: عجبت لمن لاحن الناس كيف لا يعرف جوامع الكلم، معناه كيف لا يقتصر علی الوجيز، ويترك الفضول من الكلام''۔(۳۸)

اس حدیث نبوی ﷺ: ''أعطيت جوامع الكلم'' سے مراد قرآن پاک ہے، جس میں اللہ تعالی نے کم الفاظ میں زیادہ معانی کو جمع کر دیا ہے، جب کہ ''كلام النبی ﷺ بالجوامع'' سے مراد ہے آنحضور ﷺ آنحضور ﷺ کے کلام کی یہ خصوصیت تھی، کہ اس میں ہمیشہ الفاظ کم اور معانی زیادہ ہوتے تھے، اور جناب عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہوتا ہے جو لوگوں سے عربی میں کلام کرتے وقت لحن سے کام لیتا ہے، وہ کیوں ''جوامع الکلم'' کو نہیں جانتا، جس کا مطلب یہ ہے کہ اسے مختصر الفاظ پر اکتفاء کرنا چاہئے، اور اضافی کلام کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(۷) ماوردی (م:۴۵۰ھ) کی رائے:

امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب شافعی ماوردی رحمہ اللہ تعالی نے آنحضور ﷺ کے کلام و بیان کے اختصار اور جامعیت کے متعلق یوں کہا ہے کہ:

''أنه أفصح الناس لسانا، وأصحهم بيانا، وأوجزهم كلاما، وأجزلهم ألفاظا، وأصحهم معانی، لا يظهر فيه هجنة التكلّف، ولا يتخلله فيهقة التعسف ...وأنّ كلامه جامعالشروط للبلاغة ومعرب عن نهج الفصاحة، ولو مزج بغيره لتميّز بأسلوبه، ويظهر فيه آثار التنافر، فلم يلتبس حقه من باطله و بيان صدقه من كذبه هذا، ولم يكن متعاطيا للبلاغة ولا مخالطا لأهلها من خطباء أو شعراء أو فصحاء، وانما هو من غرائز فطرته وبداهة جبلّته، وما ذاك الّا لغاية تراود حادثة تشاء.''(۳۹)

آپ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان والے، واضح بیان والے، اور مختصر کلام والے تھے، آپ کے الفاظ تمام عرب فصحاء و بلغاء سے زیادہ وزنی ہوتے، اور آپ ﷺ کے معانی بھی سب سے زیادہ صحیح ہوتے تھے، یہی وجہ ہے نہ تو آپ کے انداز تکلم میں تکلف کا عیب نظر آتا تھا، اور نہ ہی اس میں لفاظی کی فراوانی کا عمل دخل ہوتا تھا...... آپ ﷺ کا کلام بلاغت کی تمام شرائط کا جامع تھا، جس سے فصاحت کے ایک خاص نہج کا اظہار ہوتا تھا، اگر آپ ﷺ کا کلام کسی اور فصیح و بلیغ شخص کے کام سے ملا دیا جائے، تو اس دوسرے شخص کا اسلوب علیحدہ دکھائی دے گا، اور اس میں بے ربط ہونے کے آثار بھی نظر آئیں گے، اور اس طرح اس کا سچ اس کے جھوٹ سے خلط ملط نہ ہو سکے گا، اور جھوٹ سچ سب واضح ہو کر سامنے آجائے گا، اس سب کے باوجود نہ آپ ﷺ نے بلاغت سیکھی تھی، اور نہ اہل بلاغت خواہ خطباء و شعراء ہوں، یا فصحاء و بلغاء سے آپ ﷺ کا میل جول رہا تھا، آپ ﷺ کی بلاغت تو وہی ہے، جو آپ ﷺ کی فطرت کی خاصیت اور آپ ﷺ کی جبلت کا حصہ تھی، اور یہ صرف کسی غایت مقصود اور کسی اہم واقعہ کے ظہور کے لئے ہوتا رہا تھا۔

(۸) امام غزالی (م: ۵۰۵ھ) کی رائے:

امام ابوحامد محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالی نے آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کے بارے میں لکھا ہے کہ ''وما ینطق عن الهوی.'' (النجم،۳) کے مطابق آپ ﷺ کے تمام کلمات حکمت روح القدس کے توسط سے فیض ربانی کا نتیجہ تھے،، ان کے الفاظ یہ ہیں: ''کان ﷺ أفصح الناس منطقا، و أحلاهم کلاما، ویقول أنا أفصح العرب...... و کان أوجز الناس کلاما، وبذلک جاء جبریل، و کان مع الایجاز یجمع کلّ ما أراد، و کان یتکلم بجوامع الکلم لا فضول ولا تقصیر..''. (۴۰) آپ ﷺ سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے، آپ ﷺ کا کلام نہایت شیریں ہوتا تھا، اور آپ ﷺ کہا کرتے تھے کہ میں افصح العرب ہوں...... آپ ﷺ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ موجز و مختصر کلام کرنے والے تھے، یہ فیض ربانی ان کے لئے جبریل امیں لائے تھے، آپ ﷺ اختصار کے ساتھ جتنا جامع کلام کرنا چاہتے تھے، کر لیتے تھے، آپ ﷺ کا کلام جامع کلمات پر مشتمل ہوتا تھا، جن میں نہ فالتو بات ہوتی تھی، اور نہ کسی قسم کی کمی ہوتی تھی۔

(۹) قاضی عیاض (م: ۵۵۴ھ) کی رائے:

حافظ الحدیث قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن عبداللہ بن موسیٰ بن عیاض یحصبی رحمہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی خصوصیت کلام کے متعلق کہا ہے کہ:

''اوتی جوامع الکلم و خص ببدائع الحکم....... و کان یتکلّم بجوامع الکلم فضلا لا فضل فیه ولا تقصیر.''(۴۱)

آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' عطا کئے گئے، اور عجیب وغریب پر حکمت باتوں سے نوازا گیا..... آپ ﷺ ایسے ''جوامع الکلم'' کے ذریعے کلام کیا کرتے تھے، جس میں کسی طرح کی کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی تھی.

(۱۰) ابن الاثیر (م:۶۰۶ھ) کی رائے:

امام مجد الدین ابو السعادات المبارک بن محمد شیبانی جزری رحمہ اللہ تعالی نے اوپر ذکر کردہ امام ہروی کی رائے کی تائید کی ہے: ''حدیث ''أوتیت جوامع الکلم'' یعنی القرآن جمع الله بلطفه فی الألفاظ الیسیرة منه معانی کثیرة، واحدها جامعة أی کلم جامعة، ومنه ما جاء فی صفته ﷺ: ''یتکلّم بجوامع الکلم'' أنّه ﷺ کان کثیر المعانی، قلیل اللفظ''۔ (۴۲) ''أوتیت جوامع الکلم'' والی حدیث سے مراد قرآن پاک ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے اپنے خاص لطف وکرم سے اس کے کم الفاظ میں زیادہ معانی کو جمع کر دیا ہے، اور اس لفظ (جوامع) کا واحد جامعہ ہے، یعنی جامع گفتگو، جب کہ ''کلام النبی ﷺ بالجوامع'' سے مراد ہے آنحضور ﷺ کے کلام کی یہ خصوصیت ہے، کہ اس میں الفاظ تو ہمیشہ کم ہوتے ہیں، لیکن معانی زیادہ ہوتے ہیں۔

(۱۱) ابن العربی (م:۶۳۸ھ) کی رائے:

جب کہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ تعالی ''جوامع الکلم'' کی ایک انوکھی توجیہ پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ: ''اعلم أنّ آدم علیه الصلوة والسلام حامل للأسماء، ومحمد ﷺ حامل لمعانی تلک الأسماء التی حملها آدم، وهو المراد بحدیث ''أوتیت جوام الکلم''۔ (۴۳) ہمیں جاننا چاہیے کہ حضرت آدم علیہ السلام اگر اسماء بردار ہیں، تو ہمارے نبی آنحضور ﷺ ان اسماء، جنہیں سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام اٹھانے والے ہیں، کے معانی بردار ہیں، اور یہی اس حدیث نبوی ﷺ: ''أوتیت جوامع الکلم'' سے مراد ہے.

(۱۲) امام العز (م:۶۶۰ھ) کی رائے:

امام عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالی کی رائے ہے کہ: ''ومن خصائصه أنّه بعث بجوامع الکلم، واختصر له الحدیث اختصارا، وفاق العرب فی فصاحته وبلاغته.'' (۴۴) آنحضور ﷺ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے، اور آپ کے کلام کو مختصر کیا گیا ہے، آپ جملہ فصحاء وبلغاء عرب سے اپنی فصاحت وبلاغت میں بازی لے گئے تھے۔

(۱۳) ابن منظور افریقی (م:۷۱۱ھ) کی رائے:

عربی لغت کے مشہور عالم جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی رحمہ اللہ تعالی نے بھی ''جوامع الکلم'' کی تشریح میں

اوپر ذکر کردہ امام ہروی اور امام ابن الاثیر وغیرہما کی آراء سے استفادہ کیا ہے:

''أوتيت جوامع الكلم'': يعني القرآن، وما جمع الله عزّوجلّ بلطفه من المعاني الجمّة في الألفاظ القليلة كقوله تعالى عزّوجلّ: ''خذ العفو وأمربالعرف واعرض عن الجاهلين''، وفي صفته ﷺ: ''أنّه كان يتكلّم بجوامع الكلم'': أي أنّه كان كثير المعاني قليل الألفاظ، وفي الحديث: ''كان يستحبّ الجوامع من الدّعاء'' هي التي تجمع الأغراض الصالحة والمقاصد الصحيحة، أو تجمع الثناء على الله تعالى، وآداب المسألة.'' (۴۵)

حدیث نبوی ﷺ: ''أوتيت جوامع الكلم'' سے مراد قرآن پاک ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے اس کے مختصر الفاظ میں وسیع معانی کو جمع فرما دیا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''خذ العفو، وأمر بالعرف، واعرض عن الجاهلين''۔ عفو و درگذر سے کام لو، نیکی کا حکم دو، اور جاہل لوگوں سے رخ موڑو!، اور آپ ﷺ کی یہ خصوصیت تھی کہ: ''آپ ہمیشہ ''جوامع الکلم'' کے ساتھ کلام کیا کرتے تھے''، یعنی ہمیشہ کم الفاظ استعمال کرتے تھے، اور اس کے باوجود ان میں معانی کا ایک سمندر پنہاں ہوا کرتا تھا، حدیث نبوی شریف ہے کہ: ''آپ ﷺ ہمیشہ جوامع دعاؤں کو پسند فرماتے تھے، یعنی ایسی دعائیں جو اچھے مقاصد اور بہتر معانی پر مشتمل ہوں، یا ایسی دعائیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء، اور در پیش مسئلے کی ضروری جہات کو شامل ہوں۔

(۱۴) ابن رجب (م: ۷۹۵ھ) کی رائے:

صاحب کتاب ''جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم'' امام فقیہ حافظ زین الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن شہاب الدین بغدادی دمشقی المعروف ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خیال ہے کہ ''جوامع الکلم''، جو صرف ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خصوصیت ہے، ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) پہلی قسم سے مراد وہ سب کچھ ہے، جو قرآن پاک میں آیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول: ''انّ الله يأمر بالعدل والاحسان وايتاء ذى القربى وينهى عن الفحشاء والمنكر والبغى.....'' (النحل، ۹۰) سے واضح ہے، امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ (م: ۱۱۰ھ) کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمھارے لئے ہر طرح کی بھلائی، جس کا حکم دیا گیا ہے، اور ہر طرح کی برائی، جس سے روکا گیا ہے، کو جمع کر دیا ہے۔

(۲) دوسری قسم میں ''جوامع الکلم'' سے مراد وہ سب کچھ ہے جو کلام نبوی ﷺ کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے، جسے ''سنن ماثورہ'' کا نام دیا گیا ہے۔ (۴۶)

(۱۵) ابن حجر عسقلانی (م: ۸۵۲ھ) کی رائے:

حافظ ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی عسقلانی مصری المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کے اس فرمان: ''بعثت بجوامع الکلم'' کے حوالے سے کہا ہے کہ: ''جوامع الکلم: القرآن،فانّه تقع فيه المعاني الكثيرة بالألفاظ القليلة،و كذلك تقع في الأحاديث النبوية الكثير من ذلك''۔(۴۷) ''جوامع الکلم'' سے مراد قرآن پاک ہے، چوں کہ قرآن پاک میں بہت بڑی تعداد میں کم لفظوں میں زیادہ معانی آئے ہیں، جب کہ آپ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی اس طرح کے کلام کا بہت بڑا حصہ واقع ہوا ہے۔

(۱۶) ملا علی قاری (م: ۱۰۱۴ھ) کی رائے:

مشہور شارح حدیث امام نورالدین بن سلطان محمد ہروی حنفی المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ: ''المراد من ''جوامع الکلم '': أقواله عليه السلام المشتملة على الألفاظ قوة ايجاز في اللفظ مع بسط في المعنى،فأبين بالكلمات اليسيرة المعاني الكثيرة''(۴۸) ''جوامع الکلم'' سے آنحضور ﷺ کے وہ خاص اقوال ہیں، جو ان الفاظ پر مشتمل ہیں، جن میں شدید اختصار کے باوجود ان کے معانی میں انتہائی وسعت و گہرائی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے انتہائی کم الفاظ میں کثیر معانی کو بیان کیا ہے۔

(۱۷) ابراہیم شبرحیتی کی رائے:

اربعین نوویہ کے عظیم شارح شیخ ابراہیم بن مرعی بن عطیہ شبرحیتی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حوالے سے تفصیلی گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''جوامع الكلم من اضافة الصفة للموصوف أي الكلم الجوامع، كما في خبر مسلم: ''أوتيت جوامع الكلم ''،وفي خبر الصحيحين: ''بعثت بجوامع الكلم '' ، وفي خبر أحمد: ''أوتيت فواتح الكلم و خواتمه و جوامعه''. وتخصيص الهروي جوامع الكلم بالقرآن مردود، وجوامع واحدها جامعة،والمراد أنّه يجمع القليل من كلامه ما يغني عن الكثير من كلام غيره.'' (۴۹) ''جوامع الکلم'' کی اس ترکیب میں صفت کی موصوف کی طرف اضافت ہے یعنی ''الكلم الجوامع''، جس طرح مسلم کی روایت ہے: ''أوتيت جوامع الكلم''، اور جس طرح صحیحین کی مختلف روایات میں آیا ہے: ''بعثت بجوامع الكلم'' اور جس طرح مسند امام احمد کی روایت ہے: ''أوتيت فواتح الكلم و خواتمه و جوامعه.'' اور جہاں تک امام ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''جوامع الکلم'' کی قرآن پاک کے ساتھ تخصیص کی بات ہے، تو وہ قابل اعتناء نہیں ہے، ''جوامع'' کا واحد ''جامعہ'' ہے، اور اس سے مراد ہے کہ آنحضور ﷺ اپنے کلام کے کم الفاظ میں وہ کچھ جمع کر دیا کرتے تھے، جو دوسرے لوگ اپنے طویل کلام میں لاتے ہیں۔

(۱۸) قاضی سلیمان منصور پوری (م: ۱۹۳۰ء) کی رائے:

برصغیر کے ایک اہم سیرت نگار قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحم اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ: ''بعض اہل قلم نے ''جوامع

الــکــلــم'' سے مراد قرآن مجید کو سمجھا ہے، کون ہے جو قرآن مجید کے جامع ہونے سے انکار کر سکے؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس جگہ وہ کلام قدسی نظام مراد ہے، جسے ''حدیث نبوی'' علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کہا جاتا ہے، جب کوئی شخص ان الفاظ پاک پر غور کرے گا، جو آنحضور ﷺ پرنور کے دل وزبان سے گوش عالمیان تک پہنچے، اسے یقین ہو جائے گا کہ بے شک یہ کلام کلام نبوت ہے، مختصر، سادہ، صاف، پرصدق معانی کا خزینہ، ہدایت کا گنجینہ۔''(۵۰)

(۱۹) رافعی (م: ۱۹۳۷ء) کی رائے:

متاخرین علماء میں مشہور مصری ادیب ومصنف شیخ مصطفیٰ صادق رافعی رحمہ اللہ تعالی کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ انہوں نے آنحضور ﷺ کی فصاحت و بلاغت پر جاحظ کے بعد ادبی پیراؤں میں بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے اور اس حوالے سے کئی کتابیں تالیف کیں ہیں، چنانچہ ان کا آپ ﷺ کی ''جـوامـع الـکـلـم'' کے حوالے سے انفرادی خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب: ''تاریخ آداب العرب'' میں کہنا ہے کہ: ''کثـرت الکلمات التی انفرد به دون العرب ،وکثرت جوامع کلمه، وخلص اسـلـوبه ، فلم یقصر فی شیئی، ولم یبالغ فی شیئی......'' (۵۱) آنحضور ﷺ کے کلام میں ایسے کلمات بکثرت ہیں، جو عرب میں صرف آپ ہی نے منفرد انداز میں استعمال کیے، آپ ﷺ کے جوامع کی ایک لمبی فہرست ہے، جن کا اسلوب انتہائی پاکیزہ ہے، جن میں نہ کسی قسم کی کمی ہے اور نہ ہی کسی قسم کی بیشی۔

ایک اور مقام پر شیخ رافعی رحمہ اللہ تعالی نے ''جـوامـع الکلم'' کی وضاحت ایک خوب صورت ادبی پیرائے میں کچھ یوں بیان کی ہے:

> '' ألـفـاظ الـنـبـوّة یـعـمـرهـا قـلـب متّصل بجلال خالقه ، ویصقلها لسان نزل علیه القرآن بحقائقه ، فهی ان لم تکن من الوحی ، ولکنّها جاء ت من سبیله ، وان لم یکن لها منه دلیل ، فـقـد کـانـت هـی مـن دلیله، محکمة الفصول ،حتی لیس منها عروة مفصولة، محذوفة الفصول،حتی لیس فیها کلمة مفضولة، وکأنماهی فی اختیارها وافادتها نبض قلب یتکلّم ، وانّما هی فی سموّها واجادتها مظهر من خواطره ﷺ.'' (۵۲)

کہ نبی کریم ﷺ کے الفاظ ایسے الفاظ ہیں، جنہیں ایک ایسے دل نے آباد کیا ہے، جو اپنے خالق کے جلال سے متصل ہے، اور ان الفاظ کو ایسی زبان نے چمکایا ہے، جس پر قرآن پاک اپنے پورے حقائق کے ساتھ نازل ہوا ہے، یہ الفاظ اگرچہ وحی تو نہیں ہیں، لیکن اسی راستے کی کڑی ضرور ہیں، انہیں اگرچہ وحی کی راہنمائی تو میسر نہیں رہی ہے، مگر یہ اس کی تصدیق ہیں، یہ مکمل باب ہیں، جن کے اجزاء کمزور نہیں ہیں، ان میں اضافی کلمات کو حذف کر دیا گیا ہے، حتی کہ ان میں کوئی ایک لفظ بھی فالتو نہیں بچا ہے، گویا یہ الفاظ باوجود مختصر اور مفید ہونے کے ایک بولنے والے دل کی دھڑکن ہیں، یقیناً یہ الفاظ بلندی اور عمدگی میں آپ ﷺ کے مبارک جذبات کے مظہر ہیں۔

اس کے بعد امام رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ: ''اگر یہ الفاظ وعظ ونصیحت کے حوالے سے ہیں، تو میرا خیال ہے کہ یہ زخمی دل کی آہ وزاری پر مشتمل ہیں، اور اگر یہ حکمت و دانائی کے حوالے سے ہیں، تو میں کہتا ہوں، کہ یہ روح کی انسانی تصویر ہیں، اور جب تو کہے کہ قرآن زمین کے لئے آسمان کا پیغام ہے، تو میں کہوں گا کہ یہ کلام آسمان کے بعد زمین کا پیغام ہے''۔ (۵۳)

مزید کہتے ہیں کہ ''اسی وجہ سے آنحضور ﷺ کے کلام کے بارے میں یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ زمانے کی حدود سے بالاتر ہے، جس زمانے میں پایا جائے، اسی کے مطابق ہے، گویا یہ ایک لامتناہی پیغام ہے، جو اپنی ذاتی حیات کے ساتھ آباد اور نبوت کے حقیقی خدوخال کا درجہ رکھتا ہے''۔ (۵۴)

(۲۰) عباس محمود عقاد (م: ۱۹۶۴ء) کی رائے:

مصر کے مشہور ادیب اور مؤرخ عباس محمود العقاد رحمہ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کی تعریف کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ ''**جوامع الکلم: الابلاغ أقوى الابلاغ فى كلام النبى هو اجتماع المعانى الكبار فى الكلمات القصار، بل اجتماع العلوم الواقعية فى بضع كلمات ، وقد يبسطها الشارحون فى مجلدات......**'' (۵۵) آپ ﷺ کے کلام میں پائے جانے والے ''جوامع الکلم'' کی یہ خصوصیت تھی کہ ان میں خبر اپنے مضبوط ترین انداز میں پہنچائی گئی ہے، اس طرح کہ ان میں کم کلمات میں بڑے بڑے مطالب کو جمع کر دیا گیا ہے، بلکہ بعض اوقات تو چند کلمات میں ان متعدد معاشرتی علوم وواقعات کو اکٹھا کر دیا گیا ہے، جن کی شارحین کئی کئی جلدوں میں تشریح وتوضیح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں.

(۲۱) زیات (م: ۱۹۶۸ء) کی رائے:

مصر کے مشہور ادیب اور مصنف احمد حسن زیات رحمہ اللہ تعالیٰ آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کے اسلوب بیان اور تشبیہ وتمثیل پر قدرت کاملہ کی نشان دہی کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''**وللرسول قدرة عجيبة على التشبيه والتمثيل وارسال الحكمة واجادة الحوار .**'' (۵۶) کہ آنحضور ﷺ کو تشبیہ وتمثیل کے استعمال، برجستہ پرحکمت کلمات، اور انتہائی عمدہ اسلوب کلام پر عجیب وغریب قدرت ومہارت تھی۔

زیات رحمہ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی فصاحت وبلاغت کے عناصر ترکیب اور محاسن کلام کے بارے میں مزید کہنا ہے کہ:

''**فصاحة الرسول ﷺ أشبه بالالهام والفيض، فلم يعانها ولم يتكلّفها، ولم يرتض لها، وانّما اسلست له الألفاظ، واسمحت له المعانى، فلم يند فى لسانه لفظ، ولم يضطرب فى أسلوبه عبارة، ولم يعزب عن علمه لغة، ولم ينب عن خاطره فكرة، وكان كلامه كما قال الجاحظ..**'' (۵۷)

آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت الہام ربانی اور فیضان خداوندی کے بالکل مشابہ ہے، جس میں آپ ﷺ نے نہ تو کبھی تکلف و مشقت سے کام لیا تھا، اور نہ ہی کبھی اس کے لئے ریاض کیا تھا، بلکہ صورت حال یہ ہوتی تھی کہ الفاظ خود ہمیشہ آپ ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تھے، اور معانی فرش راہ ہوتے تھے، نہ تو کبھی آپ کی زبان اقدس سے کوئی ناپسندیدہ لفظ ادا ہوا، اور نہ ہی آپ کے اسلوب میں کبھی ناہمواری دیکھنے میں آئی تھی، اس لئے کہ عرب کا کوئی لہجہ آپ کے علم سے مخفی نہ تھا، اور نہ ہی کوئی فکر و خیال آپ کے حافظے سے دور رہ سکا، الغرض آپ ﷺ کا کلام بالکل ویسا تھا، جیسا کہ امام الادب العربی جاحظ نے کہا ہے۔

(۲۲) شوقی ضیف کی رائے:

عربی زبان وادب کے معاصر مصنف ڈاکٹر شوقی ضیف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ: ''انّ طائفة من الأحاديث رويت رواية تواتر، ومن ينظر في هذه الأحاديث، وما نصّ عليه العلماء بأنّه روى بلفظه يعرف أنه ﷺ أوتي جوامع الكلم'' ۔(۵۸) احادیث نبویہ کا ایک بہت بڑا حصہ تواتر کے ساتھ روایت کیا گیا ہے، جو شخص ان متواتر احادیث پر، اور ان احادیث پر، جن کے بارے میں علماء نے صراحت کی ہے کہ یہ الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں، غور کرے گا، تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' ضرور عطا کئے گئے ہیں.

اوپر ذکر کردہ آراء واقوال کی روشنی میں ''جوامع الکلم'' کی اقسام کو سمجھنا بہت آسان ہو گیا ہے:

(۶) ''جوامع الکلم'' کی اقسام:

علماء کرام نے ''جوامع الکلم'' کی تعیین وتشریح کرتے ہوئے ان کی دو اہم قسموں کا ذکر کیا ہے:

(۱) کچھ علماء کرام کے ہاں ''جوامع الکلم'' سے مراد قرآن پاک ہے (جس طرح اوپر گذر چکا ہے)، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کے ذریعے جملہ سماوی کتابوں سے نمایاں وممتاز کیا، کیوں کہ یہ گذشتہ تمام کتابوں کی جامع کتاب ہے۔

(۲) علماء کا ایک گروہ یہ رائے رکھتا ہے کہ ''جوامع الکلم'' سے مراد آنحضور ﷺ کی وہ احادیث مبارکہ ہیں، جو ان باتوں پر مشتمل ہیں جن کے الفاظ کم ہوتے ہیں اور معانی زیادہ ہوتے ہیں، اور جہاں تک قرآن پاک کی بات ہے تو اس کی جامعیت وشمولیت میں تو شک وشبہ کی کوئی مجال ہی نہیں. (۵۹)

بعد ازیں سابقہ بحث کے نتیجے میں آنحضور ﷺ کے ''جوامع الکلم'' کی دو قسمیں بنتی ہیں:

(۱) ''جوامع الکلم'' کی پہلی قسم:

آنحضور ﷺ کے بعض کلام میں چند ایسے الفاظ بطور مجاز استعمال ہوئے ہیں، جن کی جگہ پر علماء کبار کی رائے میں ان سے ملتے جلتے الفاظ کا استعمال ناممکن ہے، جس طرح علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ:

(۱) ''الآن حمی الوطیس'' (مسلم، ''الجهاد'' ومسند احمد بن حنبل، ج۱) ''تنور اب گرم ہو گیا ہے''، یعنی گھسان کا رن پڑا ہے، یہ آنحضور ﷺ نے غزوہ حنین میں اس وقت فرمایا تھا، جب مسلمانوں نے کافروں پر پلٹ کر حملہ کیا، اور ان کے کشتوں کے پشتے لگنے لگے، ارشاد ہوا: ''الآن حمی الوطیس''، اس طرح کا جملہ آپ ﷺ سے پہلے کسی سے نہیں سنا گیا، اور اگر ہم اس کی جگہ پر تھوڑی دیر کے لئے بطور مجاز یہ جملہ استعمال کریں: ''استعرت الحرب'' یعنی جنگ زوروں پر ہے، یہ جملہ بظاہر ''الآن حمی الوطیس'' کا معنی ادا کر رہا ہے، لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ پہلی مثال میں لفظ ''وطیس'' جس کا معنی تنور یا کسی چیز کے جلانے کا مقام ہے، اس سے سننے والے کو یہ خیال آتا ہے کہ اس کے ذہن میں اس کے مشابہ کسی چیز کے جلنے اور اس کی گرمی کی ایک صورت ہے، جو اسے ''استعرت الحرب'' میں نہیں نظر آتی۔ اسی طرح آپ ﷺ کا یہ فرمان:

(۲) ''بعثت فی نفس الساعة'' (ترمذی، ''الفتن'') ''میں قیامت کے سانس میں مبعوث ہوا ہوں''، (یعنی قیامت سانس لے رہی تھی، اور میں مبعوث ہوا ہوں) یہ جملہ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے سلسلے میں خطاب کے موقع پر فرمایا تھا، یہاں آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''نفس الساعة'' ایک ایسی انوکھی عبارت ہے جس کی جگہ کوئی اور عبارت نہیں لے سکتی، اس کا مطلب ہے کہ آپ قرب قیامت مبعوث کئے گئے ہیں، لیکن اس کے قرب پر کوئی چیز نفس سے زیادہ دلالت نہیں کر سکتی، اس لئے کہ نفس میں اس طرف دلالت ہے کہ قیامت آپ ﷺ کے اس طرح قریب ہے جس طرح ایک انسان نفس کے ذریعے کسی دوسرے انسان کو، جو اس کے پہلو میں ہوتا ہے، اسے بآسانی محسوس کر سکتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا: ''بعثت أنا والساعة کهاتین'' (بخاری، ''الرقاق''، ومسلم، ''الجمعة'')، ''میں مبعوث ہوا اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح ہے''، اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں (شہادت اور درمیانی) کو اکٹھا کیا، اور اگر آپ ﷺ یہ کہتے: ''بعثت علی قرب من الساعة'' (میں قرب قیامت مبعوث ہوا ہوں) یا ''والساعة قریبة منی'' (قیامت میرے قریب ہے) یقیناً ان میں وہ چیز واضح نہیں ہو پا رہی، جو ''نفس الساعة'' سے واضح ہوتی ہے، یہ ایسی تشریح ہے جس میں طوالت سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ بہت واضح ہے۔ (۶۰)

یہ اور اس طرح کے دوسرے کلمات کے حوالے سے امام الادب العربی ابو عثمان عمرو بن بحر جاحظ بصری رحمہ اللہ تعالی (م: ۲۵۵ھ) کا اپنی مشہور زمانہ کتاب ''البیان والتبیین'' میں کہنا ہے:

''وسنذکر من کلام الرسول ﷺ مما لم یسبقه الیه عربی، ولا شارکه فی ذلک أعجمی، ولم یدّع لأحد، ولا ادّعاه أحد ممّا صار مستعملاً، ومثلا سائرا۔ (۶۱)

ہم آنحضور ﷺ کے کلام میں سے کچھ ایسے اقوال ذکر کر رہے ہیں، جو آپ سے پہلے کسی عرب نے کبھی نہیں بولے تھے، ان میں کوئی غیر عرب آپ کا شریک نہ تھا، نہ تو ان اقوال کی کسی کی طرف نسبت کی گئی ہے، اور نہ ہی ان کا کسی نے کبھی دعوی کیا ہے، مگر اب یہ اقوال حکمت مستعمل ہیں، اور مشہور ضرب الامثال کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انہیں اس وقت کے اور بعد کے بڑے بڑے

ادباء اپنی کتابوں میں استعمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں؛ مثلاً ارشاد نبوی ﷺ ہے: ’’لا یلدغ المؤمن من جحر مرّتین‘‘، (بخاری، ’’الأدب‘‘، ومسلم، ’’الفتن‘‘) مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا، یہ آپ ﷺ کے ’’جوامع الکلم‘‘ کا ایک مشہور قول ہے، جسے یزید بن مہلب کے قتل کے موقع پر عرب کے مشہور خطیب حارث بن حدان نے اپنی تقریر میں اس وقت استعمال کیا تھا، جب وہ تقریر کے لئے کھڑا ہوا، اس نے کہا: ’’ ایّھا الناس !اتّقوا الفتنة، فانّھا تقبل بشبھة و تدبر ببیان، وانّ المؤمن لا یلسع من جحر مرّتین‘‘۔(۶۲) اے لوگو! فتنے سے بچو! کیوں کہ اس کا آغاز تو شبہ سے ہوتا ہے، مگر اس کا انجام بہت واضح ہوتا ہے، اور مومن تو ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا غرض کہ عربوں کی لغت دانی، الفاظ کی تراش خراش، یعنی اشتقاق کی صناعیاں، آنحضور ﷺ کی حسین و دلکش لغات اور مشتقات کی جامعیت سے بھرپور کلمات کے سامنے بالکل ماند پڑ گئی تھی، اس قبیل کے نادر اور حسین کلمات آپ ﷺ کے کلام میں بکثرت موجود ہیں، اور ان مہتم بالشان الفاظ، کلمات اور جملوں سے آنحضور ﷺ کی احادیث کا دامن مقدس مملو اور معمور ہے۔

اس کے بعد مصطفیٰ صادق رافعی رحمہ اللہ تعالی نے امام الادب العربی ابوعمرو الجاحظ کے اس نقطہ نظر کی پرزور تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ آنحضور ﷺ کی فصاحت و بلاغت لسانی نے عربی زبان وادب پر زبردست اثر ڈالا ہے، وضع اور اشتقاق الفاظ، ایجاد اور ابداع اسالیب بیان میں آپ ﷺ کا ثانی یا نظیر پیدا نہ ہوسکا، آپ ﷺ کی زبان معجز بیان سے ایسی تراکیب اور محاورات ادا ہوئے، جو نہ تو عربوں نے پہلے کبھی سنے تھے، اور نہ وہ ان سے آشنا تھے، لسان نبوت کے یہ محاورات وتراکیب بعد میں ضرب المثل کا درجہ حاصل کر گئیں، مثلاً:

(۱) ’’مات حتف أنفہ‘‘: وہ اپنی ناک کی موت مرا، یعنی اپنی موت کا سامان خود کر گیا، ایک مرتبہ یوں ہوا کہ آنحضور ﷺ نے یہ جملہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے روبرو ارشاد فرمایا، تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ ’’یارسول اللہ ﷺ‘‘! میں نے یہ ایسا جملہ سنا ہے کہ اس سے قبل کسی عرب کی زبان سے نہیں سنا، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے آپ ﷺ سے اس کے معنی دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ بستر پر پڑے پڑے مرجانے والے شخص کے لئے استعمال کیا گیا ہے، یعنی ’’وہ اپنی ناک کی موت مرگیا‘‘، جس طرح اردو زبان میں ناک رگڑ رگڑ کر مرجانا مستعمل ہے، اس سے آنحضور ﷺ کی مراد یہ تھی، کہ ایک مسلمان کو شہید کی موت مرنا پسند کرنا چاہیئے، نہ کہ وہ بستر پر پڑا پڑا ناک رگڑ رگڑ کر مرجائے۔(۶۳)

(۲) ’’ایاک والمخیلة‘‘: تکبر سے بچو! تہبند زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنے کے لئے ’’المخیلة‘‘ کا لفظ سب سے پہلے آپ ہی نے استعمال کیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ ایک بار حضرت ابوتمیمہ ہجیمی رضی اللہ تعالی عنہ حاضر خدمت ہوئے تو آنحضور ﷺ نے ان کو جو نصائح فرمائیں، ان میں ایک جملہ یہ بھی تھا، ’’ایاک والمخیلة‘‘ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ’’مخیلة‘‘ کیا ہے؟ ہم قوم عرب سے ہیں، لیکن ہم یہ لفظ نہیں سمجھ سکے! تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’مخیلة‘‘ ازار کا زمین پر گھسٹنا ہے، یعنی ازار کا اس قدر نیچا ہونا کہ وہ زمین پر گھسٹا جائے کہ یہ تکبر کی علامت ہے، اس کے بعد یہ لفظ ’’مخیلة‘‘ تکبر کے معنی میں

استعمال ہونے لگا، (٦٤) اور آنحضور ﷺ نے اس کو متعدد بار استعمال فرمایا: مثلاً حضرت ابوجری جابر بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے، جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کے موقع پر آپ ﷺ کے چند نصائح کو بیان فرمایا ہے، اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے اس طرح ''مخیلة'' استعمال فرمایا ہے: ''وایاک واسبال الازار، فانها من المخیلة، وانّ الله لا یحبّ المخیلة'' (ترمذی، ''اللباس''، وابوداؤد، ''اللباس'')

(٣) ''الرفق یا أنجشة بالقواریر'' (بخاری، ''الأدب'') اے انجشہ شیشوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو! اس محاورے میں عورتوں کو شیشوں سے تشبیہ بھی سب سے پہلی آپ ﷺ نے دی، اور یہ محاورہ کہا، ہوا یوں کہ ایک سفر میں خواتین بھی ہودجوں میں سوار تھیں، حضرت انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حدی سے اونٹ کو جب گرم رفتار بنایا، تو ان خواتین میں اضطراب پیدا ہوا، اور وہ پریشان ہونے لگیں، اس وقت آنحضور ﷺ نے حدی خوان انجشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ جملہ فرمایا.. یہاں لفظ ''قواریر'' میں جو بلیغ کنایہ ہے، بلاشبہ اس کی تعریف وتوضیح سے زبان قاصر ہے (٦٥).

(٤) ''هذا یوم له ما بعده'': یہ ایسا دن ہے جو بعد میں آنے والے دنوں کے لئے فیصلہ کن ہوگا.) یوم بدر کو فیصلہ کن قرار دیتے ہوئے یہ محاورہ بھی سب سے پہلے آپ ﷺ ہی نے استعمال فرمایا تھا۔ (٦٦)

(٥) ''هدنة علی دخن'' (ابوداؤد، ''الفتن''، واحمد بن حنبل، ج ا) یہ وہ صلح ہے، جو دھوئیں سے آلودہ کھانے پر قائم ہوئی ہے، صلح حدیبیہ کو آپ ﷺ نے ایک ایسی صلح قرار دیا، جس کی بنیاد بدمزگی اور کدورت پر ہے، اس وقت کا یہ محاورہ استعمال کیا گیا، جو بعد میں ضرب المثل کا درجہ اختیار کر گیا۔ (٦٧)

(٦) ''کلّ أرض بسماتها'': ہر سرزمین کی اپنی مخصوص نشانیاں ہوتی ہیں، یہ محاورہ بھی سب سے پہلے آپ ﷺ کی زبان معجز بیان سے ادا ہوا تھا، جو بعد میں ضرب المثل بن گیا۔ (٦٨)

(٧) ''یا خیل الله ارکبی'': اے اللہ کے شہ سوار و سوار ہو جاؤ! (٦٩)

(٨) ''لا تنتطح فیه عنزان'': اس میں دو مینڈھے ایک دوسرے کو سینگ نہیں مارتے، یعنی اس بات میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا، یہ محاورہ سب سے پہلے آنحضور ﷺ کی زبان اقدس سے ادا ہوئے، مگر اب شعر و نثر (زبان و ادب) زبان زد خلائق ہے۔ (٧٠) وغیرہ۔

(٢) ''جوامع الکلم'' کی دوسری قسم:

''جوامع الکلم'' کی دوسری قسم سے مراد وہ ایجاز واختصار ہے، جس کی مدد سے کم الفاظ میں زیادہ معانی کو واضح کیا جاتا ہے، یعنی آپ ﷺ کے الفاظ ایسے ہیں، جو اپنے ایجاز اختصار کے باوجود وسیع مطلوبہ معانی کو جامع ہیں، آپ ﷺ کے کلام کی اکثریت اس قسم کو محیط نظر آتی ہیں، اس حوالے سے ذیل میں چند مثالیں پیش کی جارہی ہیں، مثلاً:

(۱) ''الدین النصیحة'' (بخاری، ''الایمان''، ومسلم، ''الایمان'') دین اخلاص اور خیر خواہی کا نام ہے۔(۷۱)

(۲) ''المرء مع من أحبّ'' (بخاری، ''الأدب''، ومسلم، ''البر'')۔ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے، جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔(۷۲)

(۳) ''هذا جبل یحبّنا ونحبّه'' ۔(بخاری، ''الاعتصام''، ومسلم، ''الحج'') یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمیں محبوب ہے، اور ہم اسے محبوب ہیں۔(۷۳)

(۴) ''ماهلک امرؤ عرف قدره'': یعنی جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا، وہ ہلاکت سے بچ گیا۔(۷۴)

(۵) ''لو تکاشفتم لما تدافنتم'': یعنی اگر تمھیں ایک دوسرے کے بھید معلوم ہو جائیں، تو (بوجہ نفرت) ایک دوسرے کو دفن بھی نہ کرو!(۷۵)

(۶) ''رأس العقل بعد الایمان بالله مداراة الناس'': یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد عقل کی سب سے اہم بات انسانوں کی دلجوئی کرنا ہے۔(۷۶)

(۷) ''انما الأعمال بالنیات'' (متفق علیہ)؛ جملہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔(۷۷)

(۸) ''الحلال بیّن والحرام بیّن، وبینهما أمور متشابهات'': حلال بھی واضح ہے، اور حرام بھی واضح ہے، اور ان دونوں کے درمیان کچھ متشابہ معاملات ہیں.[۷۸]

(۹) '' آفة العلم النسیان، واضاعته أن تحدّث به غیر أهله'': علم کی مصیبت اس کا بھولنا ہے، اور اس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اسے نااہل لوگوں کو بتایا جائے۔(۷۹)

(۱۰) قوله فی معنی الاحسان :'' أن تعبد الله کأنّک تراه ،فان لم تکن تراه فانّه یراک'' ۔(بخاری، ''الایمان''، ومسلم، ''الایمان'') احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم سے کم یہ تصور کر، کہ اللہ تو ہر حال میں تجھے دیکھ رہا ہے۔(۸۰)

(۱۱) '' من کان آمنا فی سربه، معافی فی بدنه، عنده قوت یومه کان کمن حیّزت له الدنیا بحذافیرها''، یعنی جو اپنے گھر والوں میں امن واطمینان اور صحت وعافیت سے رہتا ہو، اس کے پاس ایک دن کی خوراک بھی موجود ہو تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے تمام دنیا ومافیہا اس کے لئے جمع کر دی گئی ہے۔(۸۱)

(۱۲) ''الا ادلّکم علی خیر ما یکنز المرأ المرأة الصالحة: اذا نظر الیها سرّته، واذا غاب عنها حفظته فی ماله وعرضه''، یعنی کیا میں تمھیں ایک مرد کے بہترین سرمایہ کا پتہ نہ بتادوں؟ وہ ایک نیک عورت ہے کہ اگر مرد اسے دیکھے تو اسے مسرت ہو، اور اگر وہ اس سے دور ہو، تو وہ اس کے مال وعزت کی حفاظت کرے۔(۸۲) ان اور ان جیسے دوسرے جملوں کے بارے میں مایہ ناز مصری عالم وادیب شیخ مصطفیٰ صادق رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ:''ولو ذهبنا نشرحه لبنینا علی کلّ

كلمة مقالة". (۸۳) اگر ہم ان کی تشریح کرنا شروع کردیں تو ہر لفظ کے لئے علیحدہ علیحدہ مقالہ تیار ہوسکتا ہے۔

فصاحت و بلاغت کی یہ خوبی آپ ﷺ کے ان بے مثال جزالت وسلاست سے آراستہ چھوٹے چھوٹے جملوں ہی تک موقوف نہیں ہیں، بلکہ مبسوط اور طویل ارشادات میں بھی یہ تمام خوبیاں موجود ہیں، اور نظم الفاظ اور حسن ترکیب ان خوبیوں پر مستزاد! اور وہ ایسی خوبیاں ہیں، جن کی نظیر کسی بشر کے کلام میں موجود نہیں ہے، اور نہ کوئی کلام حادث اس کا حریف و مثیل ہوسکتا ہے، قارئین صحاح، مسانید اور معاجم میں ایسی احادیث شریفہ کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوسکتے ہیں، تاہم عوام الناس کے لئے آنحضور ﷺ کے چند ارشادات گرامی پیش خدمت ہیں؛ ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱) ''من همّ بحسنة، ولم يعملها كتبت له حسنة،فان يعملها كتبت له عشرا،ومن همّ بسيّئة،ولم يعملها لم يكتب عليه،وان عملها كتبت عليه سيئة واحدة،ولا يهلك على الله الّا هالك'' (بخاری، ''الرقاق''، ومسلم ''الایمان''). جس نے ایک نیکی کا ارادی کیا اور اسے عملی جامہ نہ پہنا سکا، تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور اگر اس نے وہ نیکی کرلی، تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اگر کسی نے برائی کا ارادہ کیا، اور اسے عملی جامہ نہ پہنا سکا، تو اس کے لیے کچھ نہیں لکھا جاتا، اور اگر اس برائی پر عمل کیا، تو اس کے لئے ایک گناہ لکھا جائے گا، اور اللہ تعالی کے سامنے ماسوا خود کو تباہ کرنے والے کے اور کوئی تباہ نہیں ہوتا. اس حدیث مبارکہ میں یہ جملہ ''لا يهلك على الله الّا هالك'' (اللہ تعالی کے سامنے ماسوا خود کو تباہ کرنے والے کے کوئی تباہ نہیں ہوتا) عجیب وغریب لطافت اور فصاحت کا حامل ہے، جب کہ اس کے بعد آپ ﷺ کی طرف سے ایک انتہائی انوکھی توجیہ پیش کی گئی ہے، جس میں ایک باضمیر انسان کے لئے اللہ رحمٰن ورحیم کی طرف سے خیر ہی خیر ہے، اس لئے کہ اگر نیکی کی نیت کرتا ہے لیکن اسے کر نہیں پاتا، تو اسے ایک نیکی کا ثواب دے دیا جاتا ہے، اور اگر کرلیتا ہے، تو اسے کم از کم دس درجے ثواب دیا جاتا ہے، جب کہ برائی کی نیت کرتا ہے، اسے نہیں کرپاتا، تو کوئی سزا نہیں دی جائے گی، تاہم اگر اس کو کرتا ہے تو صرف ایک کے بدلے ایک کی ہی سزا کا مستحق ٹھہرایا جائے گا.. [۸۴]

(۲) اس انداز بیاں کی ایک مثال وہ جامع ومختصر جواب ہے، جو صلح حدیبیہ کے موقع پر بدیل بن ورقاء کے اس قول پر زبان نبوت سے ادا ہوا تھا، کہ قریش آپ کو روکنے اور جنگ کرنے کے لئے کیل کانٹے سے لیس ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

''انّ قريشا قد نهكتهم الحرب،فان شاء واماددناهم مدة، ويدعوا بيني وبين الناس،فان أظهر عليهم،وأحبّوا أن يدخلوا فيما دخل فيه الناس،والّا كانوا قد جموا،وان أبوا فوالّذى بنفسي بيده لأقاتلنّهم على أمري هذا،حتى تنفرد سالفتي هذه،ولينفذنّ الله أمره.''

(بخاری، ''الشروط'')

قریش کو جنگ نے نڈھال کرڈالا ہے، اس لئے کہ اگر وہ چاہیں تو ہم انہیں کچھ مہلت دے دیتے ہیں، وہ میرے اور لوگوں کے درمیان حائل نہ ہوں، اگر میں غالب آگیا تو وہ بھی لوگوں کے ساتھ دین اسلام میں داخل

ہو جائیں، اور وہ اس اثناء میں آرام بھی کر چکے ہوں گے، اگر وہ اس سے انکار کریں تو پھر اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں اس دین کی خاطر ان سے لڑوں گا، یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے، اللہ تعالی اپنے حکم کو نافذ کر کے رہے گا۔

اس فرمان نبوی ﷺ میں آپ کے اس جملے: ''حتی تنفرد سالفتی ھذہ'' (یہاں تک کہ میری گردن الگ ہو جائے) پر غور کریں، کس طرح انفرادیت کے خوف کو اپنے آپ سے دور رکھا؟ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالی پر پورا اعتماد تھا، اور قلت سے نہیں بھی ڈرے؟، اس لئے کہ اس قلت میں اللہ تعالی کی طرف سے کثرت شامل تھی. اور موت کی پرواہ بھی نہیں کی؟ اس لئے اس رب کی طرف دیر یا جلد جانا ہی ہے. الغرض یہاں آپ ﷺ نے اپنے عزم و ہمت کو جس طرح واضح فرمایا، اور اسے جس طرح اپنے مختلف الفاظ میں بیان کیا، اور انہیں ہر صورت اپنی تیاری کا یقین دلا دیا، یقیناً اس موقف کے سامنے طویل خطبات بھی کم لگتے ہیں۔ (۸۵)

مصادر و مراجع

(۱) صحیح مسلم، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری، کتاب ''المساجد'' ص ۲۱۳، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۸ء، وجامع ترمذی، حافظ ابوعیسی محمد بن عیسی بن سورة ابن موسی ترمذی، کتاب ''السیر''، باب ''ما جاء فی الغنیمة''، ص ۳۷۷، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، وسنن النسائی، حافظ ابوعبدالرحمن احمد ابن شعیب بن علی ابن سنان نسائی، کتاب ''الجهاد''، ص ۴۲۳، دارالسلام، ریاض، ۱۹۹۹ء۔

(۲) التعریفات، ص ۶۵، مکتبہ حمادیہ، کراچی، ۱۴۰۳ھ۔

(۳) المنجد فی اللغۃ، ص ۱۰۱، دارالمشرق، بیروت۔

(۴) المعجم الوسیط، ترتیب و تدوین: ابراہیم مصطفیٰ، احمد حسن زیات، حامد عبد القادر، محمد علی نجار، ج ۱، ص ۱۳۵، مطبعہ مصر شرکہ مساہمہ مصریہ، ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء۔

(۵) معجم متن اللغۃ، ج ۱، ص ۵۶۹، منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۷۷ھ۔۱۹۵۸ء۔

(۶) صحیح بخاری، کتاب ''فضائل القرآن''، باب ''قل هو الله أحد''، ص ۸۹۸۔

(۷) مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۱، ص ۴۹، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

(۸) ایضا، ج ۱۱، ص ۴۲، والفتوحات الوھبیۃ بشرح الأربعین حدیثا النوویۃ، شیخ ابراہیم بن مرعی بن عطیہ شبرخیتی مالکی، ص ۵۳، طبعہ ۱ شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی داولادہ، مصر، ۱۳۷۴ھ، ۱۹۵۵ء۔

(۹) مسند الشہاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ قضاعی، تحقیق وتخریج احادیث، حمدی عبد المجید سلفی، ج ۱، متعدد صفحات، طبعہ ۱، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ء۔

(۱۰) الفوائد المجموعۃ، محمد بن علی شوکانی، ص ۲۲۲ (کما تکونوا یولّ علیکم، أو یؤمر علیکم، وفیه انقطاع)، طبعہ ۱، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ، قاہرہ، ۱۹۶۰ء۔

(۱۱) موسوعۃ عباس العقاد الاسلامیۃ (موسوعۃ العبقریات الاسلامیۃ) ج ۲، ص ۹۱، طبعہ ۱، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۳۱۹ھ، ۱۹۷۱ء۔

(۱۲) جامع العلوم والحکم، ابن رجب حنبلی، تحقیق ولید بن محمد بن سلامہ، ص ۸، طبعہ ۱، مکتبۃ الصفاء، قاہرہ، مصر، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء۔

(۱۳) نقوش، (رسول نمبر)، ج ۸، ص ۳۷۰، ادارہ فروغ اردو، لاہور ۱۹۸۴ء۔

(۱۴) البیان والتبیین، جاحظ، ج ۲، ص ۱۹۔

(۱۵) جامع العلوم والحکم، ص ۱۱، ۱۲۔

(۱۶) نقوش (رسول نمبر)، ج ۸، ص ۵۴۲، ۵۴۳۔

(۱۷) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۳۸، ومابعدھا، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۷۳، ومابعدھا۔

(۱۸) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ۱، ص ۷۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء۔

(۱۹) جامع العلوم والحکم، ص ۹، ۱۰۔

(۲۰) الفتوحات الوھبیۃ، ص ۲۸۔

(۲۱) بخاری، کتاب التعبیر، ص ۱۲۰۹، ومسلم، کتاب المساجد، ص ۲۱۳۔

(۲۲) مسند احمد بن حنبل، تحقیق ابوالفداء عبداللہ محمد درویش، ج ۲، ص ۵۸۱، طبعہ ۱، ۱۴۱۱ھ، ۱۹۹۱ء۔

(۲۳) جامع العلوم والحکم، ص ۸۔

(۲۴) سنن دارقطنی، امام علی بن عمر دارقطنی (م: ۳۸۵ھ)، ج ۲، جزء ۲، کتاب ''المکاتب''، باب ''النوادر'' ص ۱۴۴، ۱۴۵، طبعہ ۱، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء۔

(۲۵) جامع العلوم والحکم، ص ۸۔

(۲۶) صحیح بخاری، کتاب ''التعبیر''، باب ''المفاتیح فی الید''، حدیث: ''بعثت بجوامع الکلم'' ص ۱۲۰۹، دار السلام، ریاض، ۱۹۹۹ء، وجامع العلوم والحکم، ص ۱۸۔

(۲۷) الفتوحات الوھبیۃ، ص ۲۹۔

(۲۸) البیان والتبیین، جاحظ، ابوعثمان عمرو بن بحر جاحظ بصری، ج ۲، ص ۱۸، دار الفکر للجمیع، ۱۹۶۸ء، وتاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۲۲۔

(۲۹) الفتوحات الوھبیۃ، ص ۲۸۔

(۳۰) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ۱، ص ۷۰، ۷۱۔

(۳۱) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۲۲۔

(۳۲) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ۱، ص ۷۹۔

(۳۳) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۱۷، ومابعدھا، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۵۲، ومابعدھا، طبعہ ۷، مطبعۃ الاستقامۃ، قاہرہ، ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء۔

(۳۴) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ۱، ص ۷۸۔

(۳۵) ایضا، ج ا،ص ۹۷۔

(۳۶) البیان والتبیین، ج ۲،ص ۱۷۔

(۳۷) غریب الحدیث، ج ا،ص ۵۶، دار عالم الکتاب، ریاض، سعودی عرب۔

(۳۸) کتاب الغریبین غریبی القرآن والحدیث (روایۃ ابی سعد احمد بن محمد بن احمد بن عبد اللہ شافعی مالینی، م: ۴۱۲ھ)، تحقیق محمود محمد طناحی، ج ا،ص ۳۹۶، لجنۃ احیاء التراث الاسلامی، قاہرہ، ۱۳۹۰ھ،۱۹۷۰ء، وحاشیہ صحیح مسلم، کتاب ''المساجد''،ص ۲۱۳، دار السلام، ریاض، ۱۹۹۸ء، وشرح صحیح مسلم، نووی، ج ۳،ص ۵، طبعہ ۲، دار الفکر، بیروت، بیروت، لبنان، ۱۳۹۲ھ،۱۹۷۲ء۔

(۳۹) أعلام النبوۃ،ص ۲۲۵، ۲۲۶، طبعہ ا، دار ومکتبہ الھلال، بیروت، ۱۴۰۹ھ،۱۹۸۹ء۔

(۴۰) احیاء علوم الدین، ج ۲،ص ۳۶۴، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، واولادہ، مصر، ۱۳۵۸ھ،۱۹۳۹ء۔

(۴۱) الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ج ا،ص ۷۰، وتاریخ آداب العرب، ج ۲،ص ۲۹۰۔

(۴۲) النھایۃ فی غریب الحدیث والأثر، ج ا،ص ۲۲۰، طبعہ ا، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲ھ،۲۰۰۱ء۔

(۴۳) الفتوحات الوھبیۃ،ص ۲۷، فصوص الحکم، ج ا،ص ۲۱۴، مطبوعہ بیروت، لبنان۔

(۴۴) غایۃ السول فی تفصیل الرسول ﷺ، ابوحفص عمر ابن علی انصاری المعروف ابن الملقن، تحقیق عبد اللہ بحر الدین بن عبد اللہ،ص ۴۷، دار البشائر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ء۔

(۴۵) لسان العرب، ابن منظور افریقی، ج ۲،ص ۳۵۵، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء۔

(۴۶) جامع العلوم والحکم،ص ۹۔

(۴۷) فتح الباری، ج ۲،ص ۱۴۹، دار الدیان، قاہرہ، مصر۔

(۴۸) مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۱،۴۹، مکتبہ امدادیہ، ملتان۔

(۴۹) الفتوحات الوھبیۃ،ص ۲۷۔

(۵۰) رحمۃ للعالمین، ج ۳،ص ۲۴، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، کشمیری بازار، لاہور، ۱۳۴۸ھ۔

(۵۱) تاریخ آداب العرب، ج ۲،ص، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ،ص ۳۳۲۔

(۵۲) تاریخ آداب العرب، ج ۲،ص ۲۷۹، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ،ص ۳۱۲۔

(۵۳) ایضا، ج ۲،ص ۲۷۹۔

(۵۴) ایضا، ج ۲،ص ۲۷۹۔

(۵۵) موسوعۃ عباس العقاد الاسلامیۃ، ج ۲،ص ۹۱۔

(۵۶) تاریخ الادب العربی،ص ۹۸، طبعہ ۲۶، دار الثقافۃ، بیروت، لبنان۔

(۵۷) ایضا،ص ۱۸۰۔

(۵۸) العصر الاسلامی (تاریخ الأدب العربی)ص ۳۹، طبعہ ۱۱، دار المعارف، قاہرہ، مصر۔

(۵۹) نقوش (رسول نمبر)، ج ۸،ص۔

(۶۰) المثل السائر، ص ۵۸، مطبعہ حجازی، قاہرہ۔
(۶۱) البیان والتبیین، ج ۲، ص ۷۔
(۶۲) ایضا، ج ۲، ص ۸۔
(۶۳) تاریخ آداب العرب۔ ج ۲، ص ۳۱۵، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۴۷، ۳۴۸۔
(۶۴) ایضا، ج ۲، ص ۳۱۷، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۴۹۔
(۶۵) ایضا، ج ۲، ص ۳۳۰، ۳۳۱، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۵۔
(۶۶) ایضا، ج ۲، ص ۳۳۱، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۵۔
(۶۷) ایضا، ج ۲، ص ۳۲۸، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۳۔
(۶۸) ایضا، ج ۲، ص ۳۳۰، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۵۔
(۶۹) ایضا، ج ۲، ص ۳۳۰، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۵۔
(۷۰) ایضا، ج ۲، ص ۳۳۰، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۶۵۔
(۷۱) ایضا، ج ۲، ص ۳۴۰۔
(۷۲) ایضا، ج ۲، ص ۳۴۱۔
(۷۳) المثل السائر، ص ۵۸۔
(۷۴) البیان والتبیین، ج ۲، ص ۲۳۔
(۷۵) البیان، والتبیین، ج ۲، ص ۲۳، والکامل، المبرد، ص ۱۷، مطبوعہ لائپزنگ۔
(۷۶) البیان والتبیین، ج ۲، ص ۲۰، وادب الحدیث النبوی ﷺ، بکری امین، ص ۱۰۶، قاہرہ، ۱۹۷۵ء، وعظمۃ الرسول ﷺ، محمد عطیہ ابراشی، ص ۲۷۸، قاہرہ، مصر، ۱۹۶۶ء۔
(۷۷) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۴۰۔
(۷۸) ایضا، ج ۲، ص ۲۴۰۔
(۷۹) ایضا، ج ۲، ص ۳۴۱۔
(۸۰) ایضا، ج ۲، ص ۳۴۰۔
(۸۱) الکامل، المبرد، ص ۹۱، وعظمۃ الرسول، ص ۲۷۶۔
(۸۲) ادب الحدیث النبوی ﷺ، ص ۱۰۵، وعظمۃ الرسول، ص ۲۷۷۔
(۸۳) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۴۰، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۱۲۔
(۸۴) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۳۷، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۷۲۔
(۸۵) تاریخ آداب العرب، ج ۲، ص ۳۳۶، ومابعدھا، واعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، ص ۳۷۱۔